عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

گلشن بنوری کا ایک اور پھول کملا گیا

جلد: ۴۰ | ۲۱ تا ۲۷ ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ اگست ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۲۹

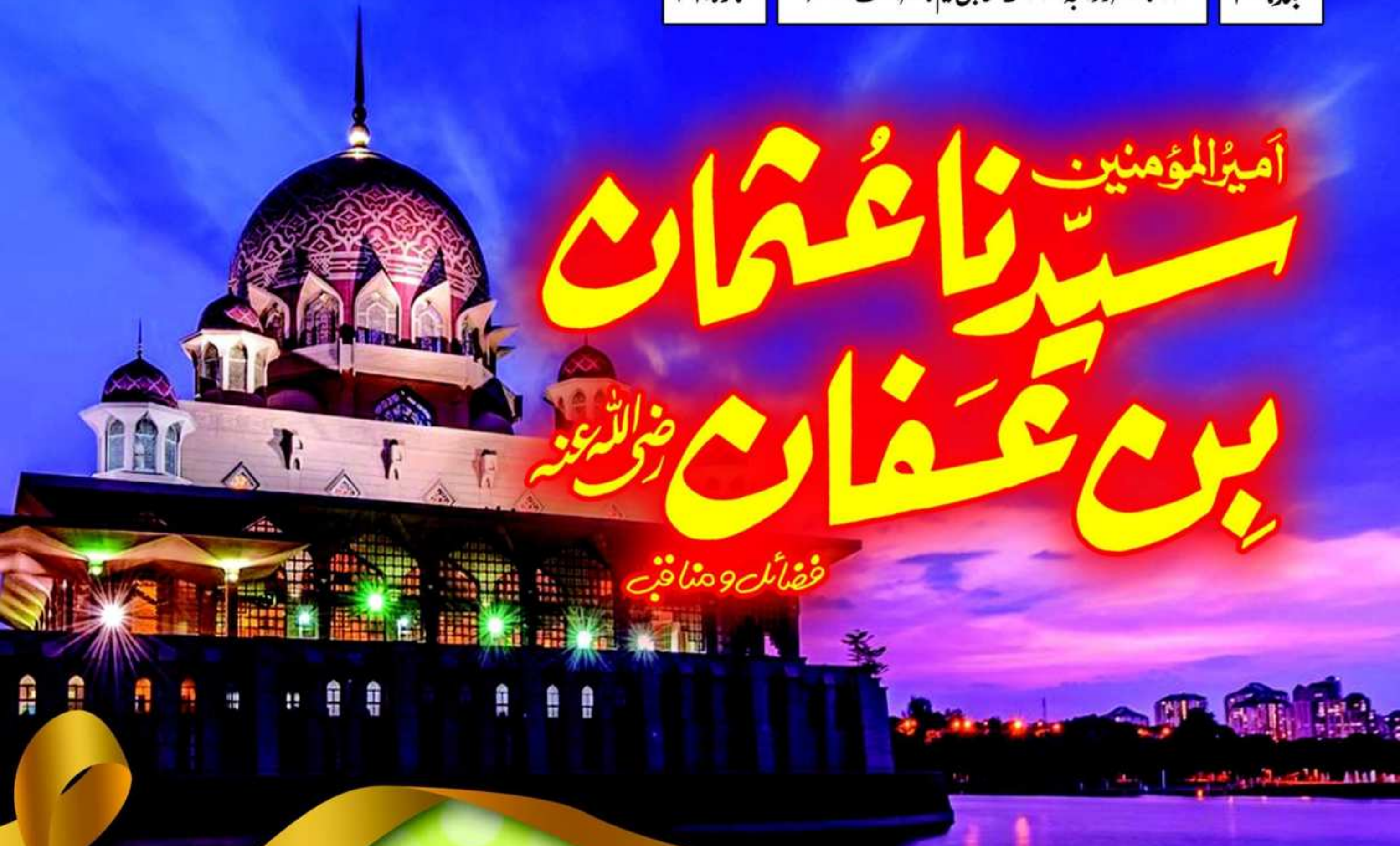

امیر المؤمنین
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
فضائل و مناقب

گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون
ایک نظر میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

نمازیوں کو سلام کرنا

س:...... کیا مسجد میں داخل ہوتے ہی وہاں موجود لوگوں کو سلام کرنا چاہیے یا پھر مسجد میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لینا کافی ہے، کون سا افضل طریقہ ہے؟

ج:...... مسجد میں داخل ہونے کی دعا تو پڑھنی ہی چاہیے، پھر اگر لوگ فارغ بیٹھے ہوں تو ان کو آہستہ سے سلام کہا جائے اور اگر سب لوگ عبادت میں مشغول ہوں تو سلام نہ کہے۔ اتنی زور سے سلام کرنا کہ نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے یہ صحیح نہیں ہے۔

محض وسوسہ یا شک کی وجہ سے پریشان ہونا

س:...... میں اکثر پاکی ناپاکی کی وجہ سے پریشان رہتا ہوں اور بار بار کپڑوں کو دھوتا رہتا ہوں، پھر خیال آتا ہے کہ میں نے شک کی وجہ سے دھویا ہے۔ اسی طرح اگر واقعتاً کوئی چیز ناپاک ہو جائے تب بھی پریشانی رہتی ہے اور وسوسے آتے رہتے ہیں۔ میری رہنمائی فرمائیں، ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ج:...... اگر کسی چیز کے بارے میں یقین ہو یا غالب گمان ہو کہ یہ ناپاک ہوگئی ہے، اس کو پاک کرنا ضروری ہے اور اگر کسی چیز کے بارے میں محض وسوسہ ہو یقین اور غالب گمان نہ ہو تو اس کو پاک سمجھا جائے۔ خواہ کتنے ہی وسوسے آئیں ان کی پروا نہ کریں، کیونکہ شک کی بنیاد پر پاکی ناپاکی کا حکم نہیں ہوتا۔ یقین یا غالب گمان کی بنیاد پر پاکی ناپاکی کا حکم جاری ہوتا ہے۔ محض وسوسہ اور شک کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اور اس کی فکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔

قسم توڑنے کا کفارہ

س:...... اگر کوئی شخص قسم کھائے اور پھر اس قسم کو مجبوری کی وجہ سے توڑنا پڑے تو کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟

ج:...... قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائیں یا دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑا دیں۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو تین دن روزے رکھیں۔ ان میں سے جو کام بھی کرلیں گے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

کسی پر لعنت کرنے کا حکم

س:...... کسی کو لعنت کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر لعنت کرسکتا ہے؟

ج:...... ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے بارے میں لعنت کے الفاظ بولنا درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی فرد یا جماعت کسی باطل اور گمراہ عقیدہ کو اختیار کرے جو کہ صراحتاً قرآن وسنت کے خلاف ہو یا کوئی ایسا عمل کرے کہ جس پر خود قرآن وسنت میں لعنت اور شدید وعید بیان ہوئی ہو تو ایسی صورت میں کسی کا نام لئے بغیر لعنت کے الفاظ بولنے کی گنجائش ہے۔ مثلاً جھوٹے لوگوں پر اللہ کی لعنت، قرآن وسنت کا انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی ...الخ۔**'' (ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۷۷) .... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا....۔ لہٰذا بات بات پر لعن وطعن کرنا، فحش گوئی اور بدزبانی کرنا، ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد:۴۰ ۔ ۲۱ تا ۲۷ رذوالحجہ ۱۴۴۲ھ مطابق یکم تا ۷ راگست ۲۰۲۱ء ۔ شمارہ:۲۹

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

گلشن بنوریؒ کا ایک اور پھول کملا گیا	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
امیر المومنین سیّدنا حضرت عثمان بن عفانؓ	۹	مولانا عبدالنعیم، لاہور
گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون	۱۱	چوہدری خالد محمود، ریٹائرسیشن جج
حضرت بنوریؒ کی نسبتوں کے امین (۲)	۱۳	مولانا مفتی خالد محمود
حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے مواعظ.....(۲)	۱۵	مولانا محمد قاسم، کراچی
.... سیرت پاک کے چند روشن ابواب	۱۹	حافظ محمود راجا، سجاول
حضرت مولانا سائیں عبدالکریم قریشیؒ	۲۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLIS TAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سیّد شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

گلشن بنوری ؒ کا ایک اور پھول کملا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے تلمیذِ رشید و عظیم شاگرد، آپ کے سفر وحضر کے خادم و عاشقِ زار، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، رئیس، شیخ الحدیث، مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ و جامعہ از ہر مصر کے متخصص، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے امیر مرکزیہ، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر، اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ کے صدر، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے صدر، ہزاروں طلبا، علماء، شیوخ الحدیث کے استاذ، مربی اور مشفق سرپرست، محبوب العلماء، استاذ الاساتذہ، رئیس المحدثین حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ ۱۹ / ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۰ / جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ دوپہر سوا ایک بجے کے قریب چند دن علالت کے بعد عالمِ دنیا کو خیر باد کہہ کر راہیِ عالمِ عقبیٰ ہوگئے، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیٔ عندہ باجل مسمّٰی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس سرہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کئی کمالات وخصوصیات سے متصف فرمایا تھا، آپ علم دین کی سچی آبرو، طلبا وعلماء کے لئے مینارۂ نور، زہد وتقویٰ اور امانت ودیانت کا جیتے جاگتے پیکر، مدارس اور اہلِ مدارس کے لئے ڈھال اور وقار کا باعث، شکستہ اور مجروح دلوں کے لئے مرہم، بے کس اور درماندہ افراد کے لئے سایۂ عاطفت اور خلقِ کثیر کی محبتوں، عقیدتوں اور دل بستگیوں کا مرکز تھے۔ آپ شفقت ومحبت، شرافت ونجابت اور دریا دلی اور وسعتِ ظرفی میں بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ حد درجہ انسانیت کے خیر خواہ، اُمتِ مسلمہ کے لئے غم خوار، علوم نبویہ کے طلبا کے لئے شفیق و ہمدرد، مخلوقِ خدا کے لئے رحم دل، اور خالقِ کائنات سے دعا والتجا کے وقت انتہائی رقیق القلب اور خوفِ خدا اور فکرِ آخرت میں آنکھوں سے آنسو بہانے والے انسان تھے۔

آپ کا ہر کام اخلاص پر مبنی ہوتا تھا، دکھلاوے اور ریا سے نفرت تھی، عاجزی وانکساری اور تواضع وفروتنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کی فکر کا اُفق بین الاسلامی بلکہ بین الاقوامی تھا، مسلمانوں کے مسائل سے دل چسپی تھی، ان کی دینی اور دنیاوی ترقی سے خوش ہوتے اور دینی تنزل اور کمزوری کی خبریں سن کر رنجیدہ اور غمگین ہوتے، حکومتوں اور عوام کی اجتماعی کمزوریوں پر تنبیہ فرماتے اور اس کا علاج بھی بیان فرماتے، گویا حق گوئی آپ کا شیوہ تھا، حق کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی فکر نہ فرماتے، ہر دور میں جب بھی کسی حکومت نے دین کے خلاف کوئی قدم اُٹھایا، آپ نے اس کے خلاف کلمۂ حق بلند کیا اور نہایت اخلاص کے ساتھ حکمرانوں کو نصیحت فرمائی۔ آپ کے بیان کا موضوع اکثر ایمان باللہ، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت،

اطاعت وانقیاد، اسلامی تہذیب وآداب، اتحاد واتفاق، حقوقِ مسلم کی پہچان اوران کی ادائیگی ہوتا تھا۔ اختلافی جزئیات اور فروعی مسائل کو قطعاً نہیں چھیڑتے تھے۔

آپؒ کی پیدائش کوکل گاؤں، ضلع ایبٹ آباد صوبہ کے پی کے میں نیک صفت انسان جناب سکندر خان بن زمان خانؒ کے ہاں ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحبؒ اپنے علاقہ میں باوجاہت تھے، تنازعات میں آپ کو فیصل مانا جاتا، علماء وصلحاء کے قدر دان، نماز باجماعت کے پابند، تلاوتِ قرآن کریم، ذکر الٰہی، صلہ رحمی، رأفت وشفقت، مسجد کی تعمیر وترقی اُن کے خصوصی اوصاف تھے، جس کے اثرات آپ کے بچے پر نمایاں ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے قرآن کریم اور میٹرک تک تعلیم گاؤں میں حاصل کی، اس کے بعد ہری پور کے مدرسہ دارالعلوم چوہڑ شریف میں دوسال اور احمد المدارس سکندر پور میں دوسال پڑھا۔ ۱۹۵۲ء میں کراچی تشریف لائے، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ کے ادارہ دارالعلوم نانک واڑہ میں داخلہ لیا، درجہ رابعہ سے سادسہ تک یہاں تعلیم حاصل کی۔ درجہ سابعہ اور دورۂ حدیث کے لئے محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس اللہ سرہ کے ادارہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ (جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۶ء میں دورۂ حدیث سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ حضرت بنوری قدس سرہ سے تعارف، تعلق، خدمت، محبت اور جامعہ علوم اسلامیہ میں داخلہ اور تعلیم کی روئیداد حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنے مضمون ''تأثرات ومشاہدات'' میں یوں لکھی ہے:

''آج سے تقریباً ۲۵، ۲۶ سال پہلے کی بات ہے، میں ان دنوں دارالعلوم نانک واڑہ کراچی میں زیرِ تعلیم تھا، دارالعلوم میں ایک جلسہ ہوا، جس میں بہت سی بزرگ علمی شخصیات کا اجتماع ہوا، جن میں حضرت مولانا سیّد سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ جیسے حضرات تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک بزرگ تشریف لائے، خوبصورت اور نورانی چہرہ، نہایت بارعب اور پرکشش شخصیت، خوبصورت اور صاف ستھرا جبہ زیب تن، سر پر لنگی اور کلاہ پہنے، سب حضرات نے اٹھ کران کا پرتپاک استقبال فرمایا، یہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور یہ میرے لئے آپ کی زیارت کا پہلا موقع تھا اور اسی زیارت سے آپ سے قلبی تعلق قائم ہوگیا۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد طاسین صاحب کی قیام گاہ مجلس علمی میں کئی بار زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا اور جب آپ نے محرم ۱۳۷۴ھ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیوٹاؤن کی بنیاد ڈالی تو انہی دنوں سعودی عرب کے سابق سفیر مرحوم شیخ عبدالحمید الخطیب نے جامع مسجد نیوٹاؤن میں عشاء کے بعد ''عربی کلاس'' کا افتتاح کیا۔ اور میرے استاذ محترم مرحوم ڈاکٹر امین مصری نے اس مرکز میں تدریس کا فرض میرے سپرد کیا، میں روزانہ دارالعلوم نانک واڑہ سے نمازِ عصر کے بعد اس مرکز میں عربی پڑھانے آتا اور یہاں سے فارغ ہوکر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دیتا، آپ نہایت شفقت فرماتے، میں عرض کرتا کہ حضرت! آپ درجۂ تکمیل کے ساتھ دورہ حدیث اور موقوف علیہ کا درجہ بھی جاری فرمائیں، تاکہ ہم لوگ بھی داخلہ لے سکیں- اس وقت تک حضرت کے مدرسہ میں صرف درجۂ تکمیل کا اجراء ہوا تھا- تو فرماتے کہ ان شاءاللہ! جلد ہی شروع کریں گے، چنانچہ یہ عربی مرکز تقریباً ایک سال تک اس قرب کا ذریعہ بنا رہا۔

پھر ایک سال بعد جب آپ نے دورۂ حدیث اور موقوف علیہ کے درجے کا افتتاح فرمایا اور یہ خادم بھی مدرسہ میں ینگتیں ہوگیا تو ہر وقت حضرت شیخ کو دیکھنے، سننے اور علمی استفادہ کا موقع مل گیا۔ نماز میں آپ کے ساتھ رہتا، عصر کے بعد اساتذہ کے ساتھ مجلس فرماتے تو میں آپ کی مجلس کو ترجیح دیتا، جبکہ میرے ساتھی ٹہلنے کے لئے باہر نکل جاتے، یا کبھی کسی دوست کے ہاں تشریف لے جاتے تو خادم ساتھ ہوتا، جب آپ کے گھر والے ٹنڈوالہ یار سے ینگتیں ہوکر کراچی آگئے تو گھر کی ضروریات خریدنے آپ ہفتہ میں ایک بار بازار خود تشریف لے جاتے، خادم بھی ساتھ ہوتا، کبھی تنہا مجھے بھیج دیتے، اس

قرب اور شفقت کا یہ اثر تھا کہ باہر سے آنے والے ناواقف حضرات اس خادم کو آپ کے گھر کا ایک فرد سمجھتے۔ تعلیم کے دوران ایک دن بھی آپ کے درس سے غیر حاضر نہیں رہا۔ درجۂ تکمیل وتخصص کے امتحان سے پہلے ہی آپ نے مجھے مدرسہ میں مدرس مقرر کرنے کا فیصلہ فرمالیا۔ آپ کے ساتھ اندرونِ ملک، حرمین شریفین، مصر اور مشرقی افریقہ کے بہت سے سفر کرنے اور خدمت کا شرف نصیب ہوا، یہ تمام اُمور میں نے خودستائی کے لئے نہیں، بلکہ یہ واضح کرنے کے لئے ذکر کئے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے میرا کتنا گہرا اور تادیر تعلق رہا ہے، تاکہ حضرت شیخ کے بارے میں آپ میرے تأثرات کے صحیح وزن کو محسوس کرسکیں۔'' (اشاعتِ خاص بیادحضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۰-۴۱۱)

اسی مضمون میں آگے لکھتے ہیں:

''الحمدللہ کہ اس خادم کو رفیقِ سفر ہونے کے علاوہ صاحبِ نعلین، صاحبِ مسواک، صاحبِ طہور اور صاحبِ سِرّ ہونے کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔'' (اشاعتِ خاص بیادحضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۴)

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ لکھتے ہیں:

''اس خادم کو جب پہلی بار ۱۹۶۱ء میں حجِ بیت اللہ کا شرف نصیب ہوا تو تمام مناسکِ حج حضرت شیخ کی معیت میں ادا کیے، اور آپ نے ہر چیز تفصیل کے ساتھ اور خاص توجہ سے بیان فرمائی اور مستحبات اور عام آداب تک کی پابندی فرمائی کہ آپ کا یہ پہلا حج ہے، اس لئے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے، اور اتنی شفقت فرماتے کہ بعض لوگ پوچھتے: یہ آپ کے صاحبزادے ہیں؟ آپ فرماتے: جی! یہ میرے روحانی بیٹے ہیں۔'' (اشاعتِ خاص بیادحضرت بنوریؒ، ص: ۴۹۰-۴۹۱)

اسی مضمون کے آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے جو دعا لکھی، اس کا ایک حصہ اس طرح ہے:

''اے اللہ! ان (حضرت بنوریؒ) کی چھوڑی ہوئی امانت کی حفاظت، خدمت، اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا فرما۔'' (اشاعتِ خاص بیادحضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۷)

راقم الحروف یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا پوری کی پوری قبول فرمائی اور آپ کو تادمِ زیست اس گلشن کی آب یاری، ترقی، حفاظت اور خدمت کی توفیق من جانب اللہ ملتی رہی اور آپ دورِ طالب علمی سے اپنی وفات تک اپنے شیخ کے گلشن کے نہ صرف گلِ سرسبد رہے، بلکہ اس کی آب یاری سے لے کر اسے توانا وطاقت ور بنانے میں اپنا تن، من، دھن سب کچھ اس پر نچھاور کردیا۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں آپ کے اساتذہ کرام کے اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

۱:- محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، ۲:- حضرت مولانا عبدالحق نافع کاکاخیلؒ، ۳:- حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ، ۴:- مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، ۵:- حضرت مولانا لطف اللہ پشاوریؒ، ۶:- حضرت مولانا بدیع الزماںؒ۔

۱۹۶۲ء میں اپنے شیخ واستاذ حضرت بنوری قدس سرہ سے اجازت اور جامعہ سے رخصت لے کر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ لیا اور چار سالہ تخصص کیا، مدینہ منورہ کی پڑھائی کے دوران آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، اہلیہ کو بھی ساتھ لے گئے تھے، وہاں آپ کی ایک صاحبزادی کی پیدائش اور وفات ہوئی، حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے: میری طالب علمی تھی، ایک کمرہ کے گھر میں میاں بیوی رہتے تھے، بچی کی وفات پر دل غمگین تھا، حضرت بنوری قدس سرہ ملنے گھر تشریف لائے، میں دروازہ پر کھڑا پہلے سے آپ کا انتظار کررہا تھا، آپ نے مجھے دیکھتے ہی سلام کے بعد فرمایا: ''شفیع

فی بلد الشفیع‘‘ حضرت بنوری قدس سرہ کے اس جملہ سے میرا سارا غم کافور ہوگیا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فراغت کے بعد آپ نے دوبارہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس شروع کردی۔

اسی تدریس کے دوران ایک مرتبہ مصر کی ’’المجلس الآعلٰی بشئون الاسلامی‘‘ کے رئیس پاکستان تشریف لائے، مختلف مدارس کا دورہ کیا، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن تشریف لائے، جامعہ کا معائنہ کیا، مختلف شعبہ جات دیکھے، معائنہ کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحب متکلم کے فرائض انجام دے رہے تھے، طلبا اور اساتذہ کے اجتماع میں کلماتِ ترحیب اور خطبۂ استقبالیہ بھی ڈاکٹر صاحب نے پیش کیا، وہ جامعہ کی کارکردگی اور حضرت ڈاکٹر صاحب سے بھی بہت متأثر ہوئے اور اپنے خطاب میں انہوں نے اعلان کیا کہ میں مصر کی حکومت اور اپنے ادارہ کی طرف سے اس جامعہ کے لئے چار طلبا کو جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی میں داخلے کی منظوری دیتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ان میں پہلا داخلہ استاذ عبدالرزاق کا ہوگا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ ہم داخلہ دیتے ہیں، لیکن ہمارا طریقہ کار یہ ہے کہ طالب علم اپنا ٹکٹ خود خریدتا ہے، لیکن ہم خاص طور پر دو ٹکٹ بھیجیں گے، ایک شیخ بنوری حفظہ اللہ کے لئے اور دوسرا استاذ عبدالرزاق کے لئے، یہ ان کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے، لہٰذا اس کے بعد حضرت بنوری ۱۹۷۲ء میں مصر گئے اور حضرت ڈاکٹر صاحب کا وہاں داخلہ کرا آئے۔ اس طرح چار سالہ دکتورہ مکمل کیا، جس میں آپ نے اپنا مقالہ حضرت ’’عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امام الفقہ العراق‘‘ کے عنوان سے تحریر فرمایا، اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرکے فروری ۱۹۷۷ء میں پاکستان واپس تشریف لائے اور دوبارہ جامعہ سے وابستہ ہوگئے، اسی دوران آپ کو ناظمِ تعلیمات مقرر کیا گیا۔

مصر میں پڑھائی کے دوران حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے ایک خواب دیکھا، اس کے بارہ میں آپ لکھتے ہیں: ’’جب میں نیا نیا مصر گیا تو قاہرہ کے ایک ہوٹل میں قیام کیا۔ رات کو ہوٹل کے شور و غل کی وجہ سے نیند نہیں آتی تھی، ایک روز کافی دیر ہوگئی، غالباً رات کے ایک یا دو بج چکے تھے، پریشان ہوکر سویا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا مرحوم بیٹھے ہیں، میں دوزانوں بیٹھا ہوں اور چاروں طرف مدرسہ کے اساتذہ کرام بیٹھے ہیں، میں عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں، آپ نے دعا فرمائی اور دعا کے بعد ہاتھ اپنے منہ کے بجائے میرے منہ پر پھیرے تو مدرسہ کے ایک بڑے استاذ نے عرض کیا کہ: میرے لئے بھی دعا فرمائیں، آپ مسکرائے اور فرمایا کہ: ’’سبقک بھا عکاشہ‘‘ .... ’’مصر سے جب گزشتہ فروری ۱۹۷۷ء کے اوائل میں واپس ہوا تو میں نے رفاقتِ سفر کے پرانے معاہدے کی دوبارہ تجدید کے طور پر عرض کیا کہ اب تو آپ کا کوئی سفر بھی اندرون ملک کا ہو یا بیرون ملک کا ہو تو میں ان شاء اللہ! آپ کے ساتھ رہوں گا، نہایت خوشی کا اظہار فرمایا اور معاہدہ کی توثیق فرمادی۔ ایک موقع پر فرمایا کہ دو ہی آدمی ایسے ہیں جن سے سفر میں صحیح آرام ملتا ہے اور پھر میرے مزاج کو خوب جانتے ہیں۔ ایک مولانا حبیب اللہ صاحب اور دوسرا اس خادم کی طرف اشارہ فرمایا۔‘‘

(اشاعتِ خاص بیادِ حضرت بنوریؒ، ص: ۴۱۶)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے وصال ۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے بعد جامعہ کا نظم و نسق حضرت مفتی احمد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ نے سنبھالا، آپ کے نائب حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید بنائے گئے۔ حضرت مفتی احمد الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کے وصال (۱۴ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء) کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ مہتمم اور آپ کے نائب حضرت مولانا سید محمد بنوری شہیدؒ مقرر ہوئے۔

حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمہ اللہ کی شہادت (یکم رجب المرجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء) کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحبؒ

کو مہتمم اور حضرت مولانا سید محمد بنوری شہیدؒ کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا، پھر حضرت مولانا سید محمد بنوری شہیدؒ کی شہادت (۲۹ر محرم الحرام ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۶ر مئی ۱۹۹۸ء) کے بعد حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب کو نائب مہتمم مقرر کیا گیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کو جب مہتمم مقرر کیا گیا تو آپ سیرت کانفرنس میں شرکت کے لئے تھائی لینڈ کے سفر پر تھے، آپ سفر مختصر کر کے جلد واپس ہوئے، آپ کو جب مہتمم مقرر کئے جانے کا بتایا گیا تو آپ نے اہتمام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں اتنی بڑی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا، کسی اور کو یہ منصب دیا جائے، میں ایک خادم کی حیثیت سے ہر طرح کا تعاون کروں گا۔ دیر تک اجلاس میں روتے رہے اور منع کرتے رہے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ نے فرمایا: اگر آپ یہ منصب نہیں سنبھالتے تو پھر ہم بھی یہاں نہیں رہیں گے، ہم بھی اپنا بوریا بستر اُٹھاتے ہیں اور کہیں اور چلے جاتے ہیں، اس پر حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے اس شرط پر ذمہ داری قبول کی کہ آپ تمام حضرات میرے لئے دعا کریں گے اور میرے ساتھ تعاون بھی کریں گے۔ اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اپنے شیخ کی اس امانت کو سینے سے لگائے اس کی حفاظت اور اس کے انتظام میں مشغول ہو گئے اور اپنی تمام تر توانائیاں اس کے لئے صرف کر دیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کا اہتمام قمری حساب سے چوبیس سال چار ماہ اور شمسی حساب سے تیئس سال سات ماہ بنتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ۹ر اگست ۱۹۸۱ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مقرر ہوئے، حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کی وفات (۵ فروری ۲۰۰۸ء) کے بعد حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ نے - جو اس وقت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ تھے - آپ کو مجلس تحفظِ ختم نبوت کا نائب امیر مقرر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ: ''ختم نبوت کی امانت جس گھر سے لی تھی، اسی گھر میں لوٹا دی۔'' ۲۰۱۵ء میں امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے انتقال کے بعد آپ کو امیرِ مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت منتخب کیا گیا، جس کے لئے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بالکل راضی نہیں تھے، فرمایا کہ: میں بیمار ہوں، سفر نہیں کر سکتا ہوں، میں یہ ذمہ داری نہیں سنبھال سکتا، لیکن حضرت خواجہ عزیز احمد صاحبؒ نے فرمایا: حضرت والد صاحبؒ نے آپ کو نائب امیر بناتے وقت فرمایا تھا: جہاں سے یہ امانت لی تھی، انہیں کے حوالہ کر دی تو حضرت یہ امانت آپ کے سپرد کر گئے ہیں۔ حضرت ڈاکٹر صاحب رو پڑے اور اپنے شیخ کی اس امانت کو قبول کر لیا اور ساتھ ہی ایک ایک ممبر سے فرمایا: دعاؤں سے آپ میری مدد کرتے رہیں۔

اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی انتظامیہ نے اقرأ کے آغاز میں ہی یہ فیصلہ کیا تھا کہ اقرأ کا صدر کسی بزرگ کو بنایا جائے گا، اسی وجہ سے اس کے سرپرست وصدور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ، حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی رحمہم اللہ تعالیٰ ایسے اکابر رہے ہیں۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اس ادارہ کے پہلے سرپرست رہے اور پھر صدر بنائے گئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد مسلمانانِ پاکستان کے اسلامی تشخّص کو برقرار رکھنے، مملکتِ خداداد پاکستان میں دینی مدارس کے تحفظ واستحکام اور باہمی ربط کو مضبوط بنانے اور مدارس کو منظّم کرنے کے لئے اکابر علمائے اہل سنت والجماعت دیوبند کی زیرِ قیادت ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ اول روز سے آج تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے لئے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا جو کلیدی کردار رہا ہے، مدارس سے وابستہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ اس کے پہلے نائب صدر اور پھر صدر بنائے گئے۔ جامعہ سے وابستہ بزرگ استاذ حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی قدس سرہ نے باقاعدہ پورا امتحانی نظم مرتب کیا، آپ اس کے ناظم، ناظمِ اعلیٰ اور صدر کے عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ اور حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ یکے بعد دیگرے (باقی صفحہ 22 پر)

سیّدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

فضائل و مناقب

مولانا عبدالنعیم، لاہور

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب غزوۂ تبوک کے موقع پر اپنا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آج کے بعد عثمانؓ پر کوئی مواخذہ نہیں۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی کہ وہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا بدلہ لیں گے، اسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح میں اس کا تذکرہ فرمایا:

''بیشک اللہ ان سے راضی ہوگیا جب وہ اس درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو جانا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیعت میں اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ ہاتھ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے حضرت عثمانؓ کے مقام اور مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔ سورۂ بقرہ میں حضرت عثمانؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کا یوں تذکرہ فرمایا ہے:

''اور وہ لوگ جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور احسان نہیں جتلاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس بہت بڑا اجر ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت عثمانؓ کے پاس سے ہوا ان دنوں حضرت عثمانؓ کی زوجہ حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ نہایت مغموم تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے دریافت فرمایا کہ ''اے عثمان! تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟'' حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپؐ سے اپنا رشتہ منقطع ہونے پر مغموم ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ۶ ہجری میں عمرہ کا ارادہ کیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو سفارت کے لئے سردارانِ مکہ کے پاس بھیجا۔ سردارانِ مکہ نے آپؓ کو اکیلے بیت اللہ کے طواف کی اجازت دی، مگر آپؓ نے کہا کہ میں اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہیں کروں گا، جب تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف نہیں کر لیتے۔ دوسری جانب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس بات پر رشک کر رہے تھے کہ اگر انہیں طواف کی اجازت نہ بھی ملی تو عثمانؓ طواف ضرور کر لیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس بات کے جواب میں فرمایا کہ: ''عثمان ہرگز میرے بغیر طواف نہیں کریں گے، یہاں تک کہ مجھے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمانؓ سے بے پناہ محبت تھی اور اس محبت کی دلیل واقعۂ جیش عسرہ ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن حباب سلمیؓ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور جیش عسرہ کے لئے لوگوں کو ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں ۱۰۰ اونٹ بمع پالان اور کجاوہ کے دوں گا۔ آپؐ اپنے منبر سے نیچے تشریف لے آئے اور لوگوں کو اس کے لئے آمادہ کیا، تو حضرت عثمانؓ نے پھر ۱۰۰ اونٹ مع کجاوہ اور پالان کے دینے کا اعلان کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عثمان پر آج کے دن کے بعد کوئی مواخذہ نہیں ہوگا اور عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں دے گا۔'' آپؐ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ روایات میں آتا ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا اور نوبت درختوں کے پتے کھانے تک آ گئی۔ جب غزوۂ تبوک کی تیاری شروع کی گئی تو اس وقت نہایت بے سروسامانی کا عالم تھا۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جہاد کی ترغیب دی، حضرت عثمانؓ نے ۱۰۰ اونٹ سامان سے لدے ہوئے پیش کئے۔ آپؐ نے پھر جہاد کی ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے ۱۰۰ اونٹ مزید سامان سے لدے ہوئے پیش کئے۔ آقا نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ترغیب جاری رکھی یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ مزید ایک سو اونٹ

مع سامان لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے نیچے اتر کر فرمایا: ''آج کے بعد کوئی عمل حضرت عثمانؓ کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' انفاق فی سبیل اللہ کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا، اتفاق سے ان دنوں حضرت عثمان غنیؓ نے کئی سو اونٹ غلے کے بذریعہ تجارت منگوائے۔ حضرت عمر فاروقؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ وہ غلے کے اونٹ انہیں فروخت کر دیں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت عمرؓ کو انکار کر دیا جس سے حضرت عمرؓ کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت عثمانؓ نے غلے کے تمام اونٹ مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی، تو انہوں نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بیچے؟ حضرت عثمانؓ نے جواب میں کہا کہ آپ مجھے ان کی قیمت کم دے رہے تھے جبکہ میں نے انہیں اپنے رب کے ہاتھوں زیادہ منافع پر فروخت کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جب حضرت عثمانؓ کا یہ جواب سنا تو اس جذبے سے بے حد خوش ہوئے۔ حضرت بشیرؓ سے مروی ہے کہ جب مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں مدینہ منورہ کا پانی پسند نہ آیا کیونکہ وہ پانی کھارا تھا۔ اس وقت مدینہ میں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا، اس کا نام بیر رومہ تھا، جس کا مالک ایک یہودی تھا۔ وہ یہودی اس کنویں کا پانی بیچا کرتا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ جو اس کنویں کو خرید کر وقف کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عثمان غنیؓ نے وہ کنواں ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر وقف کر دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ جب اس دنیا سے رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ کسی کو اپنا جانشین نامزد کر دیجئے۔ آپؓ نے فرمایا کہ یہ چھ شخص ہیں، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ ان سے زیادہ کوئی مستحق خلافت نہیں۔ ان میں سے کسی کو منتخب کر لینا، مگر تین دن سے زیادہ انتخاب میں دیر نہ کرنا۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے دفن کرنے کے بعد یہ چھ حضرات جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا کہ چھ میں سے تین کو سب اختیار دے دیئے جائیں۔ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ میں اپنا اختیار حضرت علیؓ کو دیتا ہوں، حضرت طلحہؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار حضرت عثمانؓ کو دیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبدالرحمٰنؓ کو دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اچھا اب عثمان وعلی رضی اللہ عنہما میں سے جو اپنی خلافت نہ چاہتا ہو انتخاب کا اختیار اسی کو دیا جائے، یہ سن کر دونوں حضرات خاموش رہے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اچھا میں اپنے لئے خلافت نہیں چاہتا، لہٰذا میرے سپرد کر دیجئے، آپ دونوں میں سے جو افضل ہوگا میں اس کا انتخاب کر دوں گا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کو یہ اختیار دے دیا گیا اور ان کو تین دن کی مہلت دی گئی، حج کا موسم تھا، لوگ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے، لہٰذا مدینہ کے علاوہ دوسرے مقامات کے مسلمانوں کا اجتماع بھی اس وقت نہایت زیادہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خفیہ طور پر ہر مسلمان کی رائے لی۔ لہٰذا بغیر کسی نزاع اور اختلاف کے حضرت عثمانؓ کا انتخاب ہو گیا اور سب نے ان کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ ۱۲ دن کم ۱۲ سال حضرت عثمانؓ نے خلافت کے فرائض سرانجام دیئے، اسلامی فتوحات کا سلسلہ بھی آپؓ کے عہد مبارک میں جاری رہا اور مسلمانوں کی دینی و دنیوی ترقیاں دن بدن بڑھتی رہیں۔ مسلمان باہم متحد اور متفق تھے اور سب کی قوت کفر اور شعائر کفر کو فنا کرنے میں صرف ہو رہی تھی، برکات نبوت موجود تھیں مگر حضرت عثمانؓ کو شہید ہونا ہی تھا باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور وہی تلوار جو کافروں کے لئے تھی آپس میں چلنے لگی۔ اس وقت سے آج تک اس جیسا اتفاق واتحاد مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا بلکہ روز بروز اختلاف وافتراق کا دائرہ وسیع ہی ہوتا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت اور اس کے نتائج رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی بیان فرما دیئے تھے۔ حضرت عثمانؓ ایک بامروت اور نرم مزاج شخص تھے، اس لئے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کو بے جا دلیری کا موقع ملتا رہا اور ان کی سرکشی اس قدر بڑھ گئی کہ اخیر میں انہوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا اور موقع پا کر آپؓ کو شہید کر دیا۔ آپؓ کی شہادت کا المناک اور دردانگیز سانحہ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ ہجری جمعۃ المبارک والے دن پیش آیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ تھا۔ آپؓ کی شہادت کے بعد دین اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد کبھی دوبارہ متحد نہ ہو سکے، مسلمانوں میں اختلافات بڑھتے چلے گئے جس کے نتیجے میں اغیار نے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں میں تقسیم پیدا کر دی۔ اس وقت سے لے کر آج تک پھر ایسا اتحاد واتفاق مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوا۔☆☆

گھریلو تشدد کی روک تھام کا قانون

ایک نظر میں!

چوہدری خالد محمود، ریٹائرڈ سیشن جج

ملک عزیز کی قومی اسمبلی کے فلور پر ۱۹/اپریل ۲۰۲۰ء کوایک بل پیش کیا گیا اور حیران کن طریقہ سے اسی روز قانون کو منظور کرلیا گیا۔ اس بل کا نام ''گھریلو تشدد سے بچاؤ اور حفاظت کا ایکٹ ۲۰۲۰ء'' رکھا گیا ہے۔ ہمارے ایوان بالا یعنی سینیٹ نے ۱۲/جون ۲۰۲۱ء کو اس ایکٹ کو منظور کیا اور اس طرح یہ ایکٹ قانون کے درجہ کو پہنچ گیا۔ مجوزہ قانون بالا کے آخر پر محترمہ ڈاکٹر شیریں صاحبہ کا نوٹ انتہائی اہمیت کا حامل ہے، جس سے اس قانون کو منظور اور لاگو کرنے کی ضرورت اور جواز (Statement Of Reasons and Objects) کے بارے میں بیان لکھا گیا ہے۔ اس بیان کے مطابق اقوام متحدہ (ہیومن ریسورسز) کنونشن نے جنسی تفریق کو عورتوں کے خلاف استعمال کرنے سے منع کیا ہے اور ملک پاکستان نے اس کی تائید کی تھی۔ خصوصی طور پر CEDAW کے تحت عورتوں کو خانگی زندگی میں تحفظ دینے کے لئے تمام ریاستوں کو قانون سازی کا کہا ہے۔ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس قانون کو بنانے، منظور کرنے اور نافذ العمل کرنے کی بنیاد فراہم کی گئی ہے۔ بالفاظ آسان ہم اس قانون کو غیر ملکی اداروں یا ان کی خواہشات کے مطابق ملک عزیز میں متعارف کرا رہے ہیں۔ یہ قانون کل ۲۵ دفعات پر مشتمل ہے اور اس کے بعد بیان بالا کو تحریر کیا گیا ہے۔

اس قانون کی دفعہ ۳ میں تعزیرات پاکستان کی متعین کردہ حدود بابت جسمانی تشدد کو شامل کر دیا گیا ہے کہ وہ دفعات اب اس قانون کے تحت بھی گھریلو زندگی یا خانگی افراد ایک دوسرے کے خلاف مجاز عدالت میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسی دفعہ میں خانگی تشدد کو وسعت دی گئی ہے، جس میں جذباتی (Emotional)، نفسیاتی (Psychological) اور زبانی تشدد (Verbal) تشدد کو متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کے تحت خاتون خانہ اور بچوں یا زیر کفالت افراد کی حفاظت، آزادی اور رازداری (Privacy) کے بارے میں وضاحت کی گئی ہے کہ گھر کے کفیل کو ان حقوق میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ کسی قسم کی دھمکی، طلاق کی دھمکی، کوئی توہین آمیز جملہ یا بے عزتی کرنا تشدد کے زمرہ میں آئے گا۔ اس تعریف کو مزید وسعت دی گئی ہے کہ کفیل خانہ کسی بھی طور پر رازداری سے اپنی بیوی یا بچوں کے کردار یا ان کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کارروائی یا فعل کو (Stalking) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے، یعنی اہل خانہ کی سرگرمیوں کے بارے یا ان کے کردار اور میل جول کے بارے میں کسی قسم کی معلومات حاصل کرنا یا ان کو بیوی بچوں کے سامنے کہنا بذاتہ ایک جرم بن گیا ہے۔

> **کیا قرآن کریم جو اسلامی زندگی کے حوالہ سے قانون کا ماخذ ہے، ہمیں ظالم اور مظلوم کی پہچان کرانے سے قاصر ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر خانگی زندگی کو ہم کیوں اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کر رہے؟**

دفعہ ۴ میں گھریلو تشدد کے حوالہ سے سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ گھریلو تشدد کی قید چھ ماہ سے تین سال تک اور ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا متعارف کرائی گئی ہے اور کم از کم پچیس ہزار روپے کفیل خانہ اس مظلوم بیوی یا بیٹی یا بیٹے کو بطور حق رسی عوضانہ ادا کرے گا۔ اس مظلوم یا غمزدہ فرد خانہ کو کفیل خانہ گھر سے نہیں نکال سکتا۔ ہاں البتہ اگر وہ خود چاہے تو اس کی رہائش کا الگ انتظام کیا جائے گا اور بصورت کرایہ رقم کفیل خانہ ادا کرے گا

اور کفیل خانہ کسی بھی صورت غمزدہ فرد خانہ سے کوئی رابطہ نہ کرے گا اور GPS ٹریکر پہنے گا، تاکہ مظلوم تک رسائی نہ ہو اور اپنے گھر سے بھی بے دخل کیا جائے گا اور متعلقہ تھانہ کو بھی ہدایت جاری کردی جائے گی کہ وہ اس مظلوم اور مغموم شخص کی حفاظت اور مدد کرے۔ دفعہ ۱۰ کے تحت مظلوم یا مظلومہ کو کسی بھی مناسب شخص یا اتھارٹی کی تحویل میں برائے حفاظت دیا جاسکتا ہے۔

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے ابتدائیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ کائنات پر حکومت واقتدار محض اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک پاکستان کے عوام احکاماتِ الٰہیہ کے مطابق اور اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر اختیارات استعمال کریں گے۔ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء ملک عزیز کے تمام قوانین کا سرچشمہ ہے اور کوئی بھی قانون آئین پاکستان کی تعیین کردہ حدود سے تجاوز کرکے منظور نہیں کیا جاسکتا۔ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کے ابتدایہ اور خصوصی طور پر اس کے آرٹیکل ۳۱ کے تحت عوام کی انفرادی، اجتماعی اور خانگی زندگی کو قرآن حکیم اور دین اسلام کے مہیا کردہ سانچہ کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ ملک عزیز کے عوام آج بھی دین اسلام اور قرآن مجید کے حوالہ سے کوئی منفی تاثر اپنے ذہنوں میں نہیں رکھتے اور خصوصی طور پر جبکہ ملک عزیز کے قیام کی بنیاد بھی یہی تھی کہ معبود حقیقی کے علاوہ غیروں کے تیار کردہ قوانین کو رد کیا جائے گا۔ اگر محض دنیا کی طاقتوں کے ساتھ یا تابع رہ کر قانون سازی کرنی ہے تو پھر ہم اپنی نظریاتی سرحدوں کی حقیقت اور اہمیت کو ختم کردیں گے۔ انفرادی زندگی انتہائی غیر یقینی ہوتی ہے، لیکن نظریاتی زندگی اور آزاد زندگی کا خاتمہ ناممکن ہے۔ جب ہم زبانی اور تحریری (آئین پاکستان) طور پر عوام اور مالک حقیقی سے وعدہ کرچکے ہیں تو پھر بار بار اس وعدہ وعہد کی خلاف ورزی یا اس کی کوشش کیوں کی جاتی ہے؟ کیا اسلامی نظام زندگی خانگی حوالے سے راہنمائی پیش کرنے سے قاصر ہے؟ کیا اسلام ہمیں بچوں اور بیوی کے ساتھ اعلیٰ سلوک کرنے اور بے ضابطگیوں پر درستگی کرنے کی اہلیت سے محروم ہوچکا ہے؟ کیا قرآن کریم جو اسلامی زندگی کے حوالہ سے قانون کا ماخذ ہے، ہمیں ظالم اور مظلوم کی پہچان کرانے سے قاصر ہے؟ یقیناً ایسا نہیں ہے۔ تو پھر خانگی زندگی کو ہم کیوں اسلامی قوانین کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کررہے؟ ہم کیوں احساس محرومی یا احساس کمتری کا شکار ہو رہے ہیں؟ ہم غیروں کی بجائے اپنوں سے کیوں راہنمائی حاصل نہیں کرتے؟ غیر ملکی رائے کی بجائے ہم ملک پاکستان کے عوام کی رائے کیوں نہیں لیتے؟ کیا دین اسلام نے کہیں یہ کہا ہے کہ بیوی اور بچوں کو تشدد کرکے قابو میں رکھا جائے؟ اسلام نے تو سب سے زیادہ زور خانگی زندگی کی مضبوطی پر دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ نفرت سے کبھی محبت جنم نہیں لے سکتی، اگر بیوی اور اولاد اپنے خاوند اور والد کو بے گھر کریں اور عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کریں اور اسے فیصلہ سے پہلے ہی ''ٹریکر'' لگا کر لوگوں کی نظروں میں مطعون کردیں اور بیوی، بچوں کو اس سے ''محفوظ فاصلہ'' پر رکھا جائے تو پھر کفیل خانہ کا احترام اور اس کا عزم اور مقصدِ زندگی کہاں جائے گا۔

اول: یہ قانون آئین پاکستان سے سراسر متصادم ہے۔

دوم: یہ قانون اسلام اور قرآن مجید کی فراہم کردہ حدود سے بے زار ہے۔

سوم: یہ قانون ملک عزیز کی نظریاتی سرحدوں پر خطرناک وار ہے۔

چہارم: ملک عزیز کی تہذیب وثقافت اور معاشرت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

پنجم: ملک عزیز کے عوام کے احساسات، جذبات اور نفسیات کے سراسر خلاف ہے۔

ششم: قانون محض چند مخصوص طبقوں کے حوالے سے اکثریت کی رائے کو دبانے کے مترادف ہے۔

ہفتم: یہ قانون تجویز کرنے سے قبل اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے کے لئے بھیجا جاسکتا تھا۔

ہشتم: اس قانون کے تحت کفیل خانہ کو بے اختیار کرکے خانگی زندگی کی بنیادوں کو ہلا دیا جائے گا۔

نہم: اس قانون کے تحت خاوند اپنی بیوی کے کردار اور باپ اپنے بچوں کے حوالہ سے کسی قسم کی تادیب نہیں کرسکتا اور یہ بھی جرم ٹھہرا کہ کفیل خانہ جو گھر کا سربراہ ہوتا ہے، اسے محض کفالت کی بے جذبات مشین بنا کر پیش کیا جائے گا۔

دہم: اس قانون نے واضح کیا کہ ہم غیروں کی ہدایت پر اسے ملک عزیز میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

اس قانون کو پڑھ کر کوئی بھی باحمیت انسان پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہم سربراہ خانہ کو چھوڑ کر باقی سب کو ہر قسم کی آزادی دے رہے ہیں اور سربراہ خانہ کو اتنی ہمت بھی نہ ہوگی کہ وہ گھر کے استحکام اور خانگی زندگی کی رازداری کو برقرار رکھ سکے۔

(بشکریہ روزنامہ اسلام کراچی، ۱۱؍جولائی ۲۰۲۱ء)

حضرت بنوریؒ کی نسبتوں کے امین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا مفتی خالد محمود

گزشتہ سے پیوستہ

آپ کے مسائل اوران کا حل:

پاکستان کے معروف روزنامہ ''جنگ'' کا مقبول عام سلسلہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' ہے جس میں لوگوں کے سوالات کے شرعی جوابات دیئے جاتے ہیں اوران کو دینی راہنمائی فراہم کی جاتی ہے۔ اس صفحہ کا آغاز ۵/مئی ۱۹۷۸ء کو ہوا تھا۔ سب سے پہلے اس کالم کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے زینت بخشی، آپ کی شہادت کے بعد بالترتیب مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ جوابات دیتے رہے۔ان کے بعد یہ ذمہ داری حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہ اللہ کے سپرد ہوئی اور آخر دم تک آپ نے یہ ذمہ داری احسن انداز میں پوری کی اور مسلمانوں کو دینی راہنمائی فراہم کی۔ یہ بھی آپ کی حسنات میں شامل اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب نے ظاہری علوم کے ساتھ باطنی اورروحانی تربیت کی طرف بھی توجہ دی۔جس میں سب سے زیادہ حصہ تو حضرت بنوریؒ کی تربیت کا تھا اس کے علاوہ آپ نے ایک شام کے عالم بزرگ سے بیعت کی ان کی طرف سے آپ کو اجازت وخلافت بھی حاصل تھی ۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

تصانیف:

۱-آپ کی مشہور تصنیف ''**الطريقة العصرية فی تعليم اللغة العربية**'' ہے جو آپ نے سالہا سال کے تدریسی تجربہ کے بعد ان طلبا کے لئے لکھی ہے جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے۔ یہ کتاب بہت مقبول ہوئی۔ وفاق المدارس نے اسے باقاعدہ اپنے نصاب کا حصہ بنایا اس کے علاوہ پاکستان سے باہر بھی بہت سے ممالک کے دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے، اب اس کا انگلش ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔

۲- ''**كيف تعلم اللغة العربية لغير الناطقين بها.**'' عربی پڑھانے والے اساتذہ کے لئے یہ کتاب مرتب کی تاکہ انہیں عربی پڑھانے کا طریقہ آئے۔

۳- ''**القاموس الصغير**'' یہ عربی، اردو اور انگلش ڈکشنری پر مشتمل کتاب ہے۔

۴- ''**موقف الأمة الاسلامية من القاديانية**'' امت مسلمہ کا موقف قادیانیوں کے بارے میں کا عربی ترجمہ ہے۔

۵- ''**تدوين الحديث**'': مولانا مناظر احسن گیلانی کی عالمانہ کتاب ''تدوین حدیث'' کا عربی ترجمہ ہے۔

۶-''**اختلاف الأمة والصراط المستقيم**'' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی معرکۃ الآراء کتاب ''اختلافِ امت اورصراط مستقیم'' کا عربی ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، مگر زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔

۷-''**جماعة التبليغ و منهجها فی الدعوة**'': تبلیغی جماعت کے بارے میں قیمتی رسالہ ہے۔

۸-''**هل الذكريه مسلمون**'': حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کتابچہ ''کیا ذکری مسلمان ہیں؟'' کا عربی ترجمہ ہے۔

۹-''نوبل انعام یافتہ'' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے کتابچہ کا عربی ترجمہ ہے۔

۱۰-''**الاسلام و اعداد الشباب**'' ایک مستقل مقالہ ہے۔

۱۱- تبلیغی جماعت اور اس کا طریقۂ کار:

اردو میں تبلیغی جماعت کے بارے میں رسالہ۔

۱۲- اسلامی آداب: نور الدین عتر صاحب کی کتاب کا اردو ترجمہ۔

۱۳- محبت رسول: نورالدین عتر صاحب کی کتاب "حب الرسول" کا اردو ترجمہ۔

ان کے علاوہ بہت سے مقالات مختلف کانفرنسوں کے لئے تحریر فرمائے۔

اولاد:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نیک اولاد اور علم نافع صدقات جاریہ میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ڈاکٹر صاحب کو ہزاروں شاگرد عطا فرمائے جو آپ کے علم کو پھیلانے میں مصروف ہیں اور لاکھوں لوگوں نے آپ کی تقریر وتحریر سے نفع حاصل کیا، اپنی زندگیاں سنواریں۔ یہ سب آپ کی حسنات میں شامل ہے اور آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

ان ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کے ساتھ آپ نے اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑی۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں دونوں عالم ہیں، لائق فائق ہیں، نیک صالح ہیں۔ بڑے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر سعید اسکندر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل ہیں، مدینہ یونیورسٹی میں بھی زیر تعلیم رہے، کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں تدریس کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں اور جامعہ کے خارجی امور کے نگران بھی ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولانا مفتی محمد یوسف عالم دین ہیں، مفتی ہیں، آپ بھی جامعہ کے فاضل ہیں، ساؤتھ افریقہ اور جامعہ بنوری ٹاؤن سے مفتی کا کورس کیا ہے، فقہ الحلال والحرام میں اچھی مہارت رکھتے ہیں، تین صاحبزادیاں ہیں۔ تینوں نیک صالحہ ہیں۔ جن میں سے ایک باقاعدہ عالمہ ہیں، باقی بنیادی دینی تعلیم ہر ایک نے حاصل کی ہے۔

وصال اور تدفین:

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی طبیعت میں اُتار چڑھاؤ آتا رہتا تھا لیکن ایسے بیمار نہیں تھے کہ بستر سے لگ گئے ہوں ۔ کرونا کے دوران احتیاطاً آپ لوگوں سے ملنے جلنے سے احتراز کرتے تھے۔ اسی لئے دفتر اور دیگر مجالس میں تشریف نہیں لاتے تھے لیکن جب سے اسباق شروع ہوئے تھے تو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ روزانہ دفتر اہتمام میں تشریف لاتے تھے۔ ۱۶/جون ۲۰۲۱ء بروز بدھ کو بھی دفتر تشریف لائے تھے۔ اس دن کچھ بخار اور کھانسی کی شکایت ہوئی۔ جمعرات ۱۷/جون کو ٹیسٹ کروائے تو کرونا کا ٹیسٹ مثبت آیا، جمعہ کو ہسپتال میں داخل کیا گیا، جس کو جہاں پتہ لگا وہ دعاؤں میں مشغول ہوگیا، ڈاکٹروں نے اپنے طور پر سرتوڑ کوشش کی اور ہر تدبیر اختیار کی۔ مگر کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی، دعائیں بھی اپنا اثر نہ دکھا سکیں کیوں کہ وقت موعود آچکا تھا اور جب وقت موعود آجائے تو پھر نہ ایک لمحہ کی تاخیر ہوسکتی ہے نہ تقدیم۔ حضرت ڈاکٹر صاحب ۳۰/جون ۲۰۲۱ء کو دوپہر ڈیڑھ بجے کے قریب سب کو یتیم کرکے ہزاروں لوگوں کو بے آسرا چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے منہ موڑ کر اپنے خالق حقیقی کے حضور جا پہنچے اور اس طرح مسلسل جدوجہد کرنے والے اس مردِ مجاہد کو، قوم کے درد میں تڑپنے والے اس دردمند انسان کو اس دنیا کے جھمیلوں سے نجات مل گئی اور اس تھکے ہارے مسافر کو راحت وسکون نصیب ہوگیا۔ اور جو شخص زندگی بھر حضرت بنوریؒ کے نقش قدم پر چلتا رہا، جس نے حضرت شیخ کے مشن کو زندہ رکھا، جس نے حضرت شیخ کی امانت کو سینے سے لگائے رکھا جس نے اپنے شیخ کی یادوں کو سینے میں بسائے رکھا، جو زندگی بھر اپنے شیخ کے نقش پا سے راستہ ڈھونڈتا اور راہنمائی حاصل کرتا رہا، بالآخر مرنے کے بعد بھی اسے اپنے شیخ کے برابر میں جگہ ملی، اور وہ اپنے شیخ کے پہلو میں جا سوئے۔ اور یوں حضرت بنوریؒ کے تربیت یافتہ حضرت کے اور ان کے جامعہ کے ان تینوں خادموں حضرت مفتی احمد الرحمٰن، حضرت مولانا حبیب اللہ مختار، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمہم اللہ تعالیٰ کو ان کے مربی حضرت بنوری رحمہ اللہ نے اپنے زیر سایہ اس طرح لیا ہوا ہے جیسے ایک شفیق ماں اپنے بچوں کو سینے سے لگا کر ان کو ہر آفت سے محفوظ کرلیتی ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو حضرت بنوری اپنی اولاد کی طرح چاہتے تھے تو آخری آرام گاہ کا نقشہ کچھ یوں بنتا ہے کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک طرف دو داماد ہیں اور دوسری طرف دو بیٹے۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کے جنازے میں بلامبالغہ لاکھوں افراد شریک ہوئے۔ ان لاکھوں عقیدت مندوں، شاگردوں، علماء کرام اور عوام الناس نے اپنی دعاؤں، آہوں اور سسکیوں کے ساتھ حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کو رخصت کیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، ان کی قبروں کو نور سے بھردے، ان کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے، ان کے گلشن کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔☆☆

''انداز بیاں اور''

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ سے چند اقتباسات

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا محمد قاسم، کراچی

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ کا کراچی میں جمعیت علماء اسلام کے جلسے سے خطاب:

''آج کا مجمع دیکھ کر ہمیں روحانی خوشی ہوئی ہے کہ الحمدللہ! مسلمانوں میں آج بھی دین کی حرارت موجود ہے۔ اسلام کے نام پر ہر مسلمان اپنی جان، مال، عزت قربان کردینے کے لئے تیار ہے۔

میرے بزرگو اور بھائیو! اللہ کی اس نعمت کی قدر کریں کہ اللہ نے ہمیں اسلام کی نعمت بخشی ہے۔ پوری کائنات کے ایک خالق و مالک اور ایک رب کی عبادت کا حکم دیا ہے۔ جب کہ آپ کے دائیں بائیں ایسے لاکھوں نہیں، کروڑوں انسان موجود ہیں جن کو پتا ہی نہیں کہ ہمارا خالق کون ہے؟ مالک کون ہے؟ اپنے ہاتھوں سے مورتیاں بناتے ہیں اور ان کے سامنے پوجا ہورہی ہے، بے جان چیزوں کی پوجا ہورہی ہے، تو اللہ کا شکر ادا کریں جس نے ہمیں اسلام کی نعمت دی اور علماء کرام کا شکریہ ادا کریں، جنہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے جو دین اللہ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا تھا اور وہ آج تک ویسے کا ویسا اور تروتازہ موجود ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہود و نصاریٰ کی طرح علماء نے اس کے اندر تبدیلیاں نہیں کیں، بلکہ اس کو اپنی اصلی حالت میں آج تک ہمیں پہنچایا ہے۔ اسی لئے بھائیو! ہمیں دین پر قائم رہنا ہے۔ دنیا کی کامیابی بھی دین میں ہے اور آخرت کی کامیابی بھی اسی دین میں ہے۔''

امیر شریعت کانفرنس (ملتان) سے خطاب:

''زندہ قومیں ہمیشہ اپنے بزرگوں کو یاد رکھتی ہیں۔ مجھے وہ زمانہ یاد آیا جب میں نے پہلی دفعہ حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب کا دیدار کیا۔ میں طالب علم تھا اور اپنے والد مرحوم کے ساتھ ایبٹ آباد گیا ہوا تھا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک ڈگڈی والا اعلان کررہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ پہلے میری بات سنو، پھر کسی اور سے بات کرو۔ اعلان یہ تھا کہ آج دس بجے حضرت شاہ صاحبؒ کا کمپنی باغ میں بیان ہوگا۔ شاہ صاحب کا تذکرہ سنتے آئے تھے، ابھی تک دیکھا نہیں تھا تو میں اپنے والد مرحوم سے اجازت لے کر سیدھا کمپنی باغ چلا گیا۔ وہاں دیکھتا کیا ہوں کہ اسٹیج پر حضرت شاہ صاحبؒ بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ نے ان کو اتنا رعب دیا تھا کہ جیسے شیر بیٹھا ہوا ہو۔

انہوں نے پہلا مسئلہ بیان کیا ختم نبوت کا، سورۂ بقرہ کی پہلی آیتیں پڑھیں: ''وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ'' فرمایا کہ میں یہاں سے ثابت کروں گا ختم نبوت کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پیغمبر نے آنا ہوتا اور ان پر کتاب اترنا ہوتی تو اللہ تعالیٰ فرماتے: ''وَمَا اُنْزِلَ مِنْ م بَعْدِكَ'' حالانکہ یہ نہیں فرمایا، بس یہ فرمایا: ''وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں، ان پر ایمان لانا، یہ ہمارے ایمان کا جزو ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب اتری یعنی قرآن کریم، اس پر ایمان لانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: ''لَا نَبِيَّ بَعْدِي'' میرے بعد اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جھوٹا ہوگا، دجال ہوگا، کذاب ہوگا، نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی نفی کردی ہے۔''

پہلے اسلام، پھر پاکستان:

''وفاق المدارس والجامعات العربیہ وہ ادارہ ہے جو پاکستان میں تقریباً اٹھارہ ہزار چھوٹے بڑے مدارس کی نگرانی کررہا ہے۔ میں بہت سے اسلامی اور عربی ملکوں میں گیا ہوں، آپ یقین کریں! کہیں بھی آپ کو یہ مدارس نظر نہیں آئیں گے۔ یہ خصوصیت پاک و ہند کی ہے۔ اسی طرح ان میں پڑھنے والے تقریباً پندرہ لاکھ طالب علم ہیں اور طلبا کے ساتھ طالبات بھی سات لاکھ سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ ان مدارس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انگریز کے دور کے اندر بھی ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائی۔ ان مدارس نے عوام الناس کے اندر ایمان کا جذبہ پیدا کیا، اس کے نتیجے میں پاکستان وجود میں آیا۔ اگر یہ علماء نہ ہوتے، مدارس نہ ہوتے تو پھر ہمیں دین سے تعلق نہ ہوتا۔ کون مطالبہ کرتا پاکستان کا اور نعرہ لگاتا کہ: ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا

اللہ ’’اس لئے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام پہلے ہے ، پھر پاکستان ہے۔ اسلام نہ ہوتا تو پاکستان بھی نہ ہوتا۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ ہر انسان جانتا ہے کہ پہلے باپ پھر بیٹا ہے۔ لیکن جو لوگ کہتے ہیں کہ پہلے پاکستان پھر اسلام، گویا یہ پاگل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پہلے بیٹا پھر باپ۔‘‘

اسلام اور مدارس کی برکت:

’’آج عوام الناس میں ایک مزدور کو لے لو، اس کو یہ معلوم ہے کہ میرا ایک خالق ہے جو تمام کائنات کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ یہ میری ماں ہے، میری بہن ہے، محارم غیر محارم کا فرق معلوم ہے، اس کو معلوم ہے کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام۔ یہ کس نے سکھایا؟ آج ان ملکوں کو دیکھو، اندلس کو دیکھو! جہاں مدارس ختم ہوئے، آج وہاں مسلمان ڈھونڈنے سے نہیں ملتا۔ یہ اسلام اور ان مدارس کی برکت ہے کہ آج ہر مسلمان کم از کم حلال وحرام جانتا ہے۔ وہ قومیں جن کے ہاں آسمانی ہدایت ختم ہو چکی ہے، وہاں حالت یہ ہے، میرے ایک جاننے والے نے بتایا، یورپ کے ایک شہر میں میرے پڑوس میں ایک گورا رہتا ہے، اس نے اپنی بیٹی کو بیوی بنا رکھا ہے، بچے جن رہا ہے اور ٹس سے مس نہیں ہوتا کہ میں کوئی بُرا کام کررہا ہوں۔ حالانکہ تمام آسمانی مذاہب کے اندر محارم سے نکاح حرام ہے۔‘‘

(’’تحفظ مدارس دینیہ اور اسلام کا پیغام امن کانفرنس‘‘ ملتان، ۲۰/مارچ ۲۰۱۴ء)

قادیانیوں سے عربی میں مناظرہ کا چیلنج:

’’ایک مرتبہ کچھ قادیانی نوجوان قاہرہ چلے گئے اور جامعہ ازہر میں تھوڑا کچھ پڑھ پڑھا کر آگئے اور وہاں کی لوکل زبان عربی ان کو آگئی اور یہاں آ کر علماء کو انہوں نے چیلنج کیا کہ ہم سے عربی زبان میں مناظرہ کریں۔ اب ظاہر ہے کہ عام طور پر ہمارا ماحول عربی تو نہیں ہے، طلاقت کے ساتھ عربی زبان علماء نہیں بولتے۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو پتا چلا تو انہوں نے فرمایا کہ چیلنج قبول کرلو، لیکن ایک شرط اور بڑھا دو کہ مناظرہ عربی میں ہوگا اور شعر میں ہوگا۔ جب انہوں نے یہ سنا تو پھر پتا ہی نہیں چلا کہ وہ کہاں بھاگ گئے۔‘‘

روزِ قیامت کس کے جھنڈے تلے کھڑا ہونا چاہتے ہو؟

دشمنانِ اسلام سے وہ جملہ دہرانا چاہتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے ابرہہ سے فرمایا تھا۔ ابرہہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر بیت اللہ کو ڈھانے کے لئے حملہ آور ہوا تھا، منیٰ میں آ کر اس نے پڑاؤ ڈالا، اس وقت کی سب سے بڑی دینی وسیاسی شخصیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب تھے، وہ وہاں تشریف لے گئے، اس نے بڑا اکرام کیا اور پوچھا کہ آپ کیسے تشریف لائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں میرے اونٹ چر رہے تھے، آپ کے فوجیوں نے ان اونٹوں کو پکڑ لیا ہے، مجھے وہ واپس دلاؤ۔ وہ کہنے لگا: میں تو سمجھا تھا کہ آپ اس لئے آئے ہیں کہ آپ بیت اللہ کی خاطر مذاکرات کریں اور میں واپس چلا جاؤں۔ تو ان کا ایک بڑا عجیب جملہ ہے جو میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک میں ہوں اس لئے میں نے اونٹ کا مطالبہ کیا ہے، باقی رہا بیت اللہ! ’’اِنَّ لِھٰذَا الْبَیْتِ رَبًّا یَّحْمِیْ‘‘...... اس گھر کا ایک رب ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا۔...... اس کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ پھر اللہ نے کیسی حفاظت کی، اللہ چاہتا تو منیٰ کی پہاڑیوں میں سے ڈبل ہاتھی نکال کر ان پر حملہ کرا دیتا، لیکن اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ’’وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ‘‘ ......اللہ تعالیٰ کے لشکر اللہ جانتا ہے۔...... چھوٹی چھوٹی چڑیاں پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں لے کر آئیں اور میزائل کا انہوں نے کام کیا: ’’فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ‘‘ تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا۔ اس لئے میں اعدائے اسلام سے اور ہر وہ شخص جو ان مدارس کی دشمنی پر تلا ہوا ہے، کہنا چاہتا ہوں کہ یاد رکھو! اگر تم مسلمان ہو اور تمہارا آخرت پر ایمان ہے تو فیصلہ کرلو کہ کل ابرہہ کے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہونا چاہتے ہو یا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونا چاہتے ہو۔‘‘

(دارالعلوم کراچی میں خطاب، ۲۳ مارچ ۲۰۱۴ء)

جمعیت علماء اسلام کے صد سالہ اجتماع (اضاخیل) سے خطاب (۷/اپریل ۲۰۱۷ء):

’’حضرت مفتی محمودؒ جمعیت کے امیر تھے اور پارلیمنٹ کے ممبر بھی تھے، اسمبلی سے باہر ہمارے شیخ حضرت بنوریؒ قادیانیوں کے خلاف تحریک چلا رہے تھے اور پارلیمنٹ کے اندر مفتی محمود صاحب کام کر رہے تھے۔ جب انہوں نے مرزا قادیانی کے بارہ میں پوری تفصیل بیان کی تو ہم نے اس وقت سنا کہ ہر ممبر یہ سوچتا تھا کہ یہ تو ایک شریف انسان نہیں ہے۔ نبوت بڑی اونچی بات ہے، یہ شریف انسان نہیں ہے۔ اس وقت میں طالب علم تھا، میں نے خود اسے پڑھنا شروع کیا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ شریف کیا؛ یہ تو ایک انسان نہیں ہے، نارمل انسان نہیں ہے۔

اب آپ خود اندازہ لگائیے! ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ وہ کیا جو مرد، عورت سے کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اس نے اللہ کو انسان تصور کیا، یہ خود کفر کی بات ہے۔ اللہ کو مخلوق سے تشبیہ دینا کفر ہے۔ اور کہا کہ مجھے حمل ہو گیا۔ بھئی! اگر تو عورت ہے تو عورت تو پیغمبر بن ہی نہیں سکتی نا، اور اگر مرد ہے پھر تُو مفعول ہوا اور قوم لوط پر عذاب اسی لئے آیا کہ وہ اس گندے کام میں مبتلا تھے۔ اور پھر کہتا ہے کہ جب نو مہینے ہوئے، میرا پیٹ بڑھ گیا اور مجھے تکلیف شروع ہو گئی تو میں چارپائی سے نیچے اترا، دونوں پاؤں کے بل بیٹھا اور زور لگایا، جب زور لگایا تو اندر سے میں خود نکل آیا۔ یہ پاگلوں والی باتیں ہیں۔ کیا یہ عادی (نارمل) انسان کی باتیں ہیں؟ بتاؤ! گڑ کھانے کا اسے شوق تھا، گڑ کھاتا تھا اور جیب کے اندر گڑ بھی اور مٹی کے ڈھیلے بھی پیشاب خشک کرنے کے لئے رکھتا تھا، اب وہ کبھی گڑ سے استنجا کر رہا ہے اور کبھی اسے کھا رہا ہے۔ اسے پتا ہی نہیں کہ دایاں جوتا کون سا ہے، بایاں کون سا ہے تو جو عادی (نارمل) انسان نہیں ہے وہ کیسے پیغمبر بن سکتا ہے؟‘‘

مفتی محمودؒ کے جانشین: مولانا فضل الرحمٰن

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں علماء کرام دیے ہیں اور دین کی جماعتیں دی ہیں، انہی میں ایک جمعیت علماء اسلام ہے، پہلے اس کے بڑے ہمارے حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے انسان تھے، آج ان کے صاحبزادے (مولانا فضل الرحمٰن) جو اس کی قیادت کے اہل ہیں۔ عربی میں کہا جاتا ہے: ’’خَیْرُ خَلَفٍ لِخَیْرِ سَلَفٍ‘‘ آج اللہ تعالیٰ نے جمعیت کو ایسا قائد دیا ہے، جو جرأت کے ساتھ پارلیمنٹ کے اندر بھی اسلام کا دفاع کرتا ہے، مدارس کا دفاع کرتا ہے، مساجد کا دفاع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان سے اور زیادہ دین کا کام لے، آمین!‘‘

عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کریں:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے آٹھویں امیر مرکزیہ منتخب ہونے کے بعد (۲۲ فروری ۲۰۱۵ء کو گلبہار لان، بہادر آباد، کراچی میں) خطاب:

’’میرے بزرگو اور بھائیو! خاص طور پر علماء کرام سے مخاطب ہوں کہ ہر عالم جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقام دیا ہے، یا ہر وہ عالم جو کہیں امام ہے، کہیں خطیب ہے، ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے اپنے دائرے میں خاص طور پر عقیدۂ ختم نبوت کو اس طرح بیان کریں کہ ہمارے مقتدیوں اور ان کے ذریعے ان کے گھر والوں کو معلوم ہو کہ ختم نبوت کا مسئلہ کیا ہے اور ہمیں کیا عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا ہے اور منکرین ختم نبوت کے بارہ میں ہمیں کیا سوچنا ہے! اللہ جزائے خیر دے، اکابر علماء کرام نے اس موضوع پر اتنی کتابیں لکھی ہیں کہ اب ہمارا کام یہی ہے کہ ہم ان کو پڑھیں اور معلومات حاصل کریں اور اس کو آگے تک پہنچائیں۔ اگر آپ امام ہیں، خطیب ہیں تو پانچ نمازوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد، جس میں مقتدی زیادہ ہوں، آپ کا درس ضرور ہونا چاہیے، اس درس کے اندر، ضمنی طور پر سہی، یہ مسائل بھی ہونے چاہییں، اور جیسا کہ شرعی قاعدہ ہے: ’’کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ‘‘... لوگوں کی جو ذہنی سطح ہے، اس کے مطابق آپ گفتگو کریں، جو ان کی سمجھ میں آئے۔ باریک مسائل نہیں، کھلے کھلے مسائل بیان کریں۔

قادیانی فتنہ کے خلاف حضرت بنوریؒ کا جذبہ:

’’ہمارے حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے دورِ امارت میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اتفاق کی بات ہے کہ میں اس وقت مصر میں تھا، پی ایچ ڈی کر رہا تھا، چند دنوں ہی کے بعد میں چھٹیوں میں کراچی آ گیا۔ حضرت بنوریؒ کا یہ جذبہ تھا کہ پوری دنیا میں جہاں بھی قادیانی فتنہ ہے، وہاں تک پہنچا جائے اور وہاں کے علماء کو بتایا جائے کہ قادیانیت کیا ہے اور پاکستان میں اس کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوا ہے؟! پارلیمنٹ میں بحث کے دوران ’’ملتِ اسلامیہ کا

خانقاہ تھریچانی پنوعاقل کے سجادہ نشین

داداسائیں کی وفات

خانقاہ عالیہ قادریہ تھریچانی شریف کے سجادہ نشین میاں جی عبدالعزیز المعروف ڈاڈا سائیں ۷۱ سال کی عمر میں یکم شوال المکرّم ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۴رمئی ۲۰۲۱ء عیدالفطر کے دن وفات پاگئے۔ مرحوم سلسلہ قادریہ راشدیہ کے معروف شیخ طریقت حضرت مولانا سائیں محمد حسن شاہ پور چاکر سندھ کے خلیفہ مجاز تھے۔ سانگی پنوعاقل میں قال اللہ وقال الرسول اور حق ہو، اللہ ہو کی صدائیں بلند کئے ہوئے تھے۔

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد ہارونؒ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز تھے اور دادا میاں جی عبدالعزیز اول مرشد الموحدین حضرت شاہ تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ کے خلیفہ مجاز تھے اور اپنے شیخ کے محبّ ومحبوب تھے۔ حضرت امروٹیؒ نے وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے غسل اور میرا جنازہ میاں جی عبدالعزیز پڑھائیں۔ چنانچہ حضرت امروٹی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد میاں جی عبدالعزیز نے آپ کو غسل دیا اور جنازہ بھی پڑھایا۔

یہ سارا خاندان صلحاء اور مشائخ کا خاندان ہے۔ جہاں دن رات اللہ، اللہ کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ مرحوم نے آنکھ کھولی تو ان کے کان میں اللہ، اللہ کی پاکیزہ آوازیں سنائی دیں۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے فدائیوں اور سپاہیوں میں سے تھے۔

تحریک ختم نبوت سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ چنانچہ ۲۰۰۰ء میں محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سکھر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تو داداسائیں ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے دعائیں لیں اور ان کے لئے دعا کی نیز داداسائیں کے بھائی حافظ عبیداللہؒ ۱۳رشوال المکرّم ۱۴۴۲ھ کو وفات پاگئے موخرالذکر نے مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا تھا۔ مولانا محمد حسین ناصر حفظ اللہ کی معیت میں داداسائیں کے سجادہ نشین مولانا محمد طاہر سے ۲۰رجون ۲۰۲۱ء کو ملاقات کی اور تعزیت کا اظہار کیا۔ (موالانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

موٴقف‘ نامی ایک کتاب اردو میں تیار کی گئی جس میں قادیانیوں کے عقائد اور امت مسلمہ کے خلاف جو ان کے عزائم تھے، درج ہیں۔ وہ پارلیمنٹ کے ہر ممبر کو پیش کی گئی تھی اور پوری کتاب اسمبلی میں پڑھ کر سنائی گئی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کے تمام ممبرز کو یقین ہوگیا کہ یہ شخص (مرزا غلام احمد قادیانی لعین) تو ایک شریف انسان بھی نہیں ہے، نبوت تو بڑی چیز ہے۔ حضرت بنوریؒ نے مجھے فرمایا کہ تم اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرو تاکہ علمائے عرب کو پیش کی جائے اور انہیں معلوم ہو کہ یہ کیا فتنہ ہے اور اس کے بارہ میں کیا فیصلہ ہوا ہے...!

آج بھی میں حیران ہوں کہ وہ حضرت بنوریؒ کی کرامت تھی کہ چند دنوں میں عربی میں ترجمہ بھی ہوگیا، کتاب چھپ بھی گئی اور اس کے بعد سینکڑوں نسخے لے کر حضرت بنوریؒ عرب ممالک کے دورے پر تشریف لے گئے۔ حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ بھی تھے۔ پہلے حرمین شریفین میں حاضری ہوئی اور وہاں علماء کرام سے ملے، ان کو وہ کتابیں دیں۔ ہمارا پہلا قیام مشرقی افریقا نیروبی میں رہا، وہاں اطلاع ملی کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب شدید بیمار ہیں، اس لئے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ واپس کراچی آئے، اب حضرت بنوریؒ کے ساتھ میں ہی ایک خادم رہ گیا۔ آپ جس جگہ بھی تشریف لے جاتے تو وہاں پر علماء کرام کو جمع کرتے، ان کو قادیانی مسئلہ سمجھاتے، یہ کتابیں تقسیم ہوتیں اور وہاں ایک مجلس بنادیتے، چند لوگوں کو تیار کرتے کہ آپ نے یہ کام کرنا ہے۔“

☆☆..................☆☆

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۲۲

حافظ محمود راجا، سجاول

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو اور موت کے لئے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہو، یہی لوگ ہیں جو کہ دنیا کی شرافت اور آخرت کا اکرام حاصل کرنے والے ہیں۔ (ترغیب)

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ نے ایک باندی قرض خریدی اور ایک مہینہ کا وعدہ قیمت ادا کرنے کا کر لیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا کہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اسامہ نے ایک مہینہ کے وعدہ پر قرض خریدا۔ اسامہ کو بھی اپنی زندگی کی بڑی لمبی امید ہے، اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ مجھے آنکھ کے پل جھپکنے تک بھی اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور پانی پینے کا پیالہ جب میں اٹھاتا ہوں تو اس کے رکھنے تک بھی مجھے اپنی زندگی کا یقین نہیں ہوتا اور جب لقمہ کھاتا ہوں تو اس کے نگلنے کا بھی موت سے پہلے پہلے یقین نہیں ہوتا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے (موت، قیامت، حساب وغیرہ) سب چیزیں ضرور آنے والی ہیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے (کہ وہ کسی کام کا ارادہ فرمائے اور کوئی اس میں رکاوٹ ڈال دے)۔ (فضائل صدقات)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا مونڈھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح زندگی گزار دو جیسا کہ کوئی مسافر راستہ چلنے والا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو قبرستان والوں میں سمجھا کرو، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عمرؓ (اور بعض روایات میں یہ مقولہ ابن عمرؓ کا ہے) جب صبح ہو جائے تو شام تک کی زندگی کا یقین نہ کرو، اور جب شام ہو جائے تو صبح تک کی زندگی کی امید نہ باندھو، اپنی صحت کی حالت میں بیماری کے زمانہ کے لئے نیک عمل کر رکھو اور اپنی موت کے لئے اپنی زندگی ہی میں تیاری کر لو، کل کو معلوم نہیں کہ تمہارا نام کیا ہو جائے۔ (یعنی کن لوگوں میں شمار ہو جائے، نیک لوگوں میں یا بد لوگوں میں فمنھم شقی و سعید)

حضرت معاذؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کچھ نصیحت فرما دیجئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کیا کرو، گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، وہ تمہارے سامنے ہے اور اپنے آپ کو ہر وقت مُردوں کی فہرست میں شمار کیا کرو اور ہر پتھر اور درخت کے قریب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو (تاکہ قیامت میں اس کی گواہی دینے والے زیادہ ہو جائیں) اور جب کوئی بری حرکت ہو جائے تو اس کی تلافی کے لئے کوئی نیک عمل کرو، اگر برائی چھپ کر کی ہے تو اس کی تلافی میں نیک عمل بھی چھپ کر کرو اور برائی اعلانیہ ہوئی ہے تو اس کی توبہ اور تلافی بھی اعلانیہ کی جائے۔ (فضائل صدقات)

حضرت ابن مسعودؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت تو قریب آتی جا رہی ہے اور لوگ دنیا کی حرص میں اور حق تعالیٰ شانہ سے بعید ہونے میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ (ترغیب)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کوئی شخص تم میں سے یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرمائے اور بغیر کسی کے راستہ دکھائے ہدایت عطا فرمائے کوئی تم میں سے ایسا ہے جو یہ چاہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندھے پن کو دور فرما کر اس کے دل کی نگاہ کو کھول دیں، اگر ایسا چاہتے ہو تو سمجھ لو کہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرے اور اپنی امیدوں کو مختصر رکھے، اللہ تعالیٰ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتے ہیں اور بغیر کسی کے راستے دکھائے خود ہدایت فرماتے ہیں۔ (درمنثور)

حضرت جابرؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف خواہشات کی کثرت اور امیدوں کے بڑھ جانے کا ہے، خواہشات حق سے ہٹا دیتی ہیں اور امیدوں کا طویل ہونا آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ یہ دنیا بھی چل رہی ہے اور ہر دن دور ہوتی جا رہی ہے اور آخرت بھی چل رہی ہے اور ہر دن قریب ہوتی جا رہی ہے۔

(فضائل صدقات، حصہ دوم)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے ارشاد فرمایا اگر تو قیامت میں میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو دنیا میں ایسے گزار دینا جیسا کہ مسافر سواری پر جاتا جاتا کہیں ذرا ٹھہر جائے، اور مال داروں کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرنا اور کپڑے کو اس وقت تک بیکار کر کے نہ چھوڑنا جب تک اس میں پیوند نہ لگ جائیں۔

ابو عثمان ہندیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا کہ ان کے کرتے پر بارہ پیوند لگ رہے تھے۔

(تنبیہ الغافلین)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے اللہ جل شانہٗ بھی مجھ سے محبت فرمائیں اور آدمی بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے رغبتی پیدا کر لو اللہ تعالیٰ شانہٗ تم کو محبوب رکھیں گے اور لوگوں کے پاس جو چیزیں ہیں (مال وغیرہ) ان سے بے رغبتی پیدا کر لو، وہ بھی تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ (الترمذی، مشکوٰۃ)

حضرت جبرئیلؑ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جتنے دن بھی زندہ رہیں، موت بہر حال ایک دن آنے والی ہے اور جو عمل بھی آپ کریں گے، (بھلا یا برا) اس کا بدلہ ملے گا اور جس سے بھی آپ دنیا میں تعلقات پیدا کریں، اس سے ایک دن جدا ہونا پڑے گا۔ (اس کی موت سے یا اپنی موت سے ہو) یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ آدمی کا شرف تہجد کی نماز ہے اور آدمی کی عزت لوگوں سے استغنا ہے۔ (ترغیب)

حضرت سہلؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھانے کا تھا؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک چھنے ہوئے آٹے کو دیکھا بھی نہ ہوگا، پھر اس نے پوچھا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ حضرات کے یہاں چھلنیاں نہیں تھیں؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا: چھلنیوں کا دستور نہیں تھا، انہوں نے پوچھا کہ بغیر چھنے جو کے آٹے کو کیسے کھاتے تھے؟ حضرت سہلؓ نے فرمایا: آٹے میں پھونک مار دیا کرتے تھے، جس سے تنکے اڑ جاتے تھے، باقی پکا لیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں جب پیٹ بھر کر کھانا کھاتی ہوں تو میرا رونے کو بے اختیار دل چاہتا ہے، پس رونے لگتی ہوں، کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ فرمانے لگیں: مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ یاد آ جاتا ہے کہ گوشت سے یا روٹی سے کبھی بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال تک دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر کر تناول فرمانے کی بات نہیں آئی۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ ایک روٹی کا ٹکڑا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے آج روٹی پکائی تھی، میرے دل نے بغیر آپ کے نوش فرمائے کھانا گوارا نہ کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن کے اندر یہ پہلی چیز ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہی ہے۔ (فضائل صدقات حصہ دوم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں۔

(فضائل صدقات، حصہ دوم)

حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فتوحات کی کثرت بہت ہوگئی تو ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ نے عرض کیا کہ جب دوسرے ملکوں کے قاصد آئیں تو آپ باریک کپڑے پہن لیا کریں اور کسی کو کھانا پکانے کا حکم فرما دیا کریں تاکہ آپ ان لوگوں کو کھلائیں اور آپ بھی ان کے ساتھ کھایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے کہ آدمی کے حالات سے اس کے گھر والے ہی اچھی طرح واقف ہوا کرتے ہیں۔ حضرت حفصہؓ نے عرض کیا بے شک! حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنے سال تک زندہ رہے، اس زمانہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والے اگر رات کا کھانا نوش فرما لیتے تھے تو دن میں بھوکا رہتے تھے اور

اگر دن میں کھا لیتے تو رات کو بھوکے رہتے تھے، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ نبوت کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اتنے سال تک زندہ رہے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھر والوں نے خیبر کے فتح ہونے تک کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں بھی نہیں کھائیں، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ ایک مرتبہ تم نے اونچے خوان پر (میز کی طرح) کھانا رکھ دیا تھا، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر تغیر آ گیا تھا، یہاں تک کہ اس کو ہٹا کر زمین پر کھانا رکھا گیا، میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عَبا کو (چادر کی ایک قسم) دوہرا کر کے اس پر آرام فرمایا کرتے تھے تم نے اس کو ایک مرتبہ چوہرا کر کے بچھا دیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے رات کو اٹھنے سے روکا، اس کو دوہرا ہی کرو، جیسا کہ روزانہ ہوا کرتا تھا۔ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمہیں معلوم نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا دھونے کے لئے بدن مبارک سے اتارتے اور اس کو دھوتے ایسی حالت میں اگر حضرت بلالؓ نماز کے لئے بلانے آ جاتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسرا کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز پڑھاویں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی کو خشک کر کے پہن کر نماز پڑھاتے تھے، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنوظفر کی ایک عورت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دو کپڑے تیار کئے ایک لنگی ایک چادر، ان میں سے اس نے ایک پہلے بھیج دیا دوسرے کے بھیجنے میں دیر لگی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اس طرح بدن پر لپیٹ کر کہ دونوں کونوں کو گردن پر گرہ لگالی تھی (کہ بدن کھل نہ جائے) پہن کر نماز کے لئے تشریف لے گئے کہ دوسرا کپڑا نہ تھا، جس کو پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے، اسی طرح اور واقعات گنواتے رہے۔ یہاں تک کہ ان واقعات کو یاد دلوا کر حضرت حفصہؓ کو بھی رلا دیا اور خود بھی اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں، ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اس غم میں کہیں ان کی جان نہ نکل جائے۔

ایک اور حدیث میں ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے دو رفیق تھے (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ) وہ دونوں ایک ہی راستہ پر چلے اگر میں ان کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کروں تو میرے ساتھ بھی وہ معاملہ نہیں کیا جائے گا، جو ان کے ساتھ کیا گیا، اللہ تعالیٰ کی قسم میں ان کی (دنیا کی) سخت زندگی پر اپنے آپ کو مجبور کروں گا، تا کہ (آخرت کی) ان کی شاداب زندگی کو پا سکوں۔ (احیا)

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی آیت ''فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ'' (سورۂ انعام) تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جس کو ہدایت فرمانے کا ارادہ فرماتے ہیں، اسلام کے لئے اس کے سینہ کو کھول دیتے ہیں، اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کا نور جب سینہ میں داخل ہو جاتا ہے تو سینہ اس کے لئے کھل جاتا ہے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوئی علامت ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دھوکہ کے گھر دنیا سے بعد پیدا ہونا، ہمیشہ رہنے والے گھر (آخرت) کی طرف رجوع اور موت آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک انصاریؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا سب سے زیادہ محتاط اور سب سے زیادہ سمجھدار کون ہے؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں اور موت کے لئے سب زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو کہ دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔

(ابن ماجہ، ترغیب، فضائل صدقات، حصہ دوم)

☆☆..........................☆☆☆

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سب سے پہلی بدعت جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہوئی، وہ پیٹ بھر کر کھانے کی ہے جب آدمیوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو ان کے نفوس دنیا کی طرف جھکنے لگتے ہیں

بقیہ:......گلشن بنوری کا ایک اور پھول کملا گیا

اس کے ناظمِ اعلیٰ رہے۔حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے بعد ۱۹۹۷ء میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ وفاق کی مجلسِ عاملہ کے رکن بنائے گئے۔ ۲۰۰۱ء میں نائب صدر مقرر ہوئے، شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کی وفات (جنوری ۲۰۱۷ء) کے بعد تقریباً ۹ ماہ قائم مقام صدر رہے۔۱۴؍محرم الحرام ۱۴۳۹ھ/ ۵؍اکتوبر ۲۰۱۷ء میں آپ کو متفقہ طور پر مستقل صدر منتخب کیا گیا۔ ۶؍ذوالقعدہ ۱۴۴۲ھ/ ۱۷؍جون ۲۰۲۱ء کو آپ دوسری بار متفقہ طور پر صدرِ وفاق منتخب کئے گئے۔ نیز آپؒ پانچوں مکاتبِ فکر کے بورڈز کے مشترکہ پلیٹ فارم ''اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ'' کے بھی صدر تھے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے علماء، طلبا اور عوام کی رہبری وراہنمائی کے لئے عربی اور اردو دونوں زبانوں میں کتابیں اور رسائل تالیف فرمائے اور کچھ کتب کے تراجم کئے، ان سب کے نام درج ذیل ہیں:

۱: تدوین الحدیث، ۲: مؤقف الامة الاسلامية فی القاديانية، ۳:اختلاف الامة و الصراط المستقيم، ۴:الطريقة العصرية، ۵: كيف تُعَلِّمُ اللغةَ العربيةَ لغير الناطقين بها، ۶: القاموس الصغير، ۷: جماعة التبليغ و منهجها فی الدعوة، ۸:هل الذكرية مسلمون، ۹: الفرق بين القاديانيين و بين سائر الكفار، ۱۰: الاسلام واعداد الشباب، ۱۱:تبلیغی جماعت اور اس کا طریقۂ کار، ۱۲: چند اہم اسلامی آداب، ۱۳:محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ۱۴:حضرت علیؓ اور حضرات خلفائے راشدینؓ

آپ کی زیادہ تر تصانیف اردو سے عربی اور کچھ عربی سے اردو میں مترجَم ہیں، جب کہ مشہور کتاب ''الطريقة العصرية'' عرصہ دراز سے وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے عربی واردو میں بے شمار مقالات ومضامین سپردِ قلم فرمائے، جو عربی واردو مجلّات، رسائل وجرائد اور اخبارات کی زینت بنے اور مختلف کانفرنسوں میں آپؒ نے ان کو پڑھا۔ اِن میں سے اردو مضامین تین مجموعوں کی شکل میں مرتّب ہوچکے ہیں: ۱: مشاہدات وتأثرات، ۲: اصلاحی گزارشات، ۳:تحفظِ مدارس اور علماء وطلبا سے چند باتیں۔ اس کے علاوہ آپ روزنامہ ''جنگ'' کے مقبولِ عام سلسلہ ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کے مستقل کالم نگار تھے، جب کہ ماہنامہ ''بینات'' کے مدیرِ مسؤل اور سہ ماہی عربی مجلّہ ''البيّنات'' کے ''المشرف العام'' بھی تھے۔

ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ کی باطنی تربیت میں بھی اکثر حصہ حضرت بنوریؒ ہی کا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہ اور حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی نور اللہ مرقدہ کی صحبتوں سے بھی مستفید ہوتے رہے۔ شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہما اللہ تعالیٰ سے آپ مجاز ہوئے۔

چونکہ آپ پر اِخفا اور تواضع کا غلبہ تھا، اس لئے آپ نے زیادہ لوگوں کو بیعت نہیں کیا، اس کے باوجود جب تک آپ کی صحت نے اجازت دی، آپ ہر منگل کو بعد نمازِ عصر دفترِ اہتمام میں حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ کی کوئی کتاب پڑھ کر طلبا اور متعلقین کی تربیت فرماتے رہے۔

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی یہ کیفیت رہی کہ جہاں شیخ کا تذکرہ چھڑتا تو آپ کی آنکھیں ضبط نہ کرپاتیں اور پھر بڑے والہانہ انداز میں شیخ کے واقعات سناتے۔ بالآخر آپ اپنے شیخ کی تمام نسبتوں کے امین اور اُن کے مسند نشین وجانشین بنے۔ شیخ بنوریؒ بیک وقت ''صدرِ وفاق، امیرِ مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت، رئیس وشیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری

ٹاؤن‘‘ تھے۔حضرت ڈاکٹر صاحبؒ بھی اپنی زندگی کے آخری سالوں میں ان تمام مناصب پر اپنے شیخ کی یادگار رہے۔آپ فنافی الشیخ کی تصویر اور شیخ کی نسبتِ اتحادی کا مظہرِ اتم تھے۔اپنے شیخ ہی کی نسبت سے آپ پورے ملک کے مشائخ واہل اللہ کے معتمد، مرجع الخلائق ،اور ایسی غیر متنازع شخصیت تھے کہ سب کی عقیدت واحترام آپ کو حاصل تھا اور آپ کی مجلس وصحبت سے استفادہ کرنا ہر کوئی اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

آپ تمام ہی دینی جماعتوں اور تحریکوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے،خصوصاً جمعیت علمائے اسلام کے حضرت بنوریؒ کی طرح آپؒ بھی ہمیشہ قدر دان رہے،ان کی سیاسی دینی خدمات کو سراہتے تھے،قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن دامت برکاتہم سے انتہائی محبت فرماتے تھے۔ جمعیت کے کراچی کے جلسے،صد سالہ اجتماع اضاخیل میں باقاعدہ شرکت فرمائی اور خطاب بھی کیا،آزادی مارچ میں چونکہ آپ علیل تھے،اس لئے آپؒ نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے نام خط تحریر فرما کر ان کے مؤقف کی تائید کی اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا ایک وفد شرکت کے لئے بھیجا۔

حضرت بنوریؒ کی رفاقت میں عرب ممالک، برِاعظم افریقہ وغیرہ میں تحفظِ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں سفر کئے۔دنیا کے مختلف ممالک میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فضلاء کے قائم کردہ دینی مدارس میں بارہا تشریف لے گئے۔برطانیہ میں قادیانیت کا تعاقب کرنے کے لئے اور وہاں مقیم مسلمانوں کے ایمانوں کے تحفظ کی خاطر ہر سال برمنگھم ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لے جاتے رہے۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ اگرچہ وہیل چیئر پر تھے،لیکن بظاہر ٹھیک تھے، وصال سے کچھ دن پہلے آپ کو بخار رہنے لگا تھا،اسی لئے ہسپتال میں داخل کرایا گیا،وہاں حضرت کی بہو اور صاحب زادے مولانا سعید اسکندر صاحب کی اہلیہ محترمہ جو ڈاکٹر بھی ہیں،ساتھ رہیں اور آپ کی بھرپور خدمت اور تیمارداری کی،لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آکر ہی رہتا ہے،اس طرح حضرت ڈاکٹر صاحبؒ ہزاروں علماء وصلحاء،طلبا وطالبات اور لاکھوں عقیدت مندوں خصوصاً جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وطلبا وطالبات اور عملہ، عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے قائدین،مبلغین، کارکنان اور رضا کاران، وفاق المدارس العربیہ پاکستان سے وابستہ ہزاروں مدارس کے اساتذہ وطلبا اور وفاق کا عملہ،اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان کی دوسو شاخوں میں زیرِ تعلیم ۸۰ ہزار سے زائد بچے بچیاں اور عملے کے افراد اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے بے شمار فرزندگانِ بنوری اور اپنے پسماندگان کو چھوڑ کر حضیرۃ القدس میں جا پہنچے۔

آپؒ کی تجہیز وتکفین کے بعد آپ کا جنازہ زیارتِ عام کے لئے جامعہ میں درجہ سابعہ کی درس گاہ (پرانے دارالحدیث) میں رکھا گیا، جہاں علماء و طلبا اور عوام الناس نے لمبی قطاروں میں لگ کر آپؒ کا آخری دیدار کیا۔آپؒ کی رحلت کی خبر عام ہوتے ہی جامعہ میں عوام کا رش بڑھنا شروع ہوگیا تھا، جو جنازہ کے وقت انسانی سمندر میں تبدیل ہو چکا تھا۔جامعہ کی مسجد تنگ داماں ہونے کے بعد اطراف کی سڑکوں جمشید روڈ سے جیل چورنگی اور اسلامیہ کالج تک بھر چکی تھیں،ہر جانب لوگ ہی لوگ تھے۔بلاشبہ یہ کراچی کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جنازہ تھا۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی نمازِ جنازہ میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وطلبا کے علاوہ دارالعلوم کراچی کے نائب صدر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق، جامعہ فاروقیہ کے مہتمم حضرت مولانا عبید اللہ خالد، عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا، جمعیت علمائے اسلام کے قائدین، قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے برادر مولانا عبید الرحمٰن، مفتی ابرار، مولانا راشد سومرو، قاری محمد عثمان، سینیٹر مولانا فیض محمد، مدارس کے مہتممین،اور مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے علاوہ خلقِ کثیر شریک ہوئی۔آپ کی نمازِ جنازہ آپؒ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر زید مجدہم نے پڑھائی۔جنازہ

سے قبل حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنے مختصر خطاب میں حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی دینی خدمات کوخراجِ تحسین پیش کیا۔

نمازِ جنازہ کے بعد جامعہ کے احاطہ میں واقع حضرت بنوریؒ کی قبر کی دائیں جانب آپؒ کی قبر بنائی گئی، گویا ساری زندگی جس شیخ پر فدا رہے اوران کے بعدان کے گلشن کی آب یاری ونگہبانی کرنے میں اپنی زندگی صرف کی، وصال کے بعد انہیں کے پہلو میں جا سوئے اور حشر میں ان شاء اللہ! اپنے شیخ بنوریؒ اور مصاحبین کی معیت میں انہی کے ساتھ اٹھیں گے۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مجلسِ شوریٰ نے متفقہ طور پر محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم کوادارہ کا مہتمم ،حضرت مولانا سید احمد یوسف بنوری دامت برکاتہم کو نائب مہتمم، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا سعید خان اسکندر صاحب دامت برکاتہم کو بدستور معاون مہتمم اور حضرت مولانا محمد انور بدخشانی دامت برکاتہم کوشیخ الحدیث کی ذمہ داریاں سپرد کی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شوریٰ کے اس فیصلہ میں برکت عطا فرمائے، ان حضرات کی مدد ونصرت فرمائے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کومزید ترقیات سے نوازے، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے ذمہ داران، معاونین، اساتذہ، طلبا، عملہ اور ان کے محبین کی ہر اعتبار سے حفاظت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے نسبی پسماندگان ولواحقین میں ایک بیوہ، دو صاحب زادے: (مولانا ڈاکٹر سعید خان اسکندر اور مولانا مفتی یوسف خان اسکندر ہیں، جو ماشاء اللہ عالم ومفتی اور دینی خدمات میں مشغول ہیں) اور تین صاحب زادیاں ہیں۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؒ راقم الحروف کے دورہ حدیث کے اساتذہ میں سے آخری استاذ تھے، حضرتؒ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر اور آپ کے ساتھ بات چیت کر کے اپنے آپ کو بہت ہی زیادہ خوش قسمت سمجھا کرتا تھا۔ آپ کے وصال پر راقم الحروف بھی وہی دعا کرتا ہے جو حضرت ڈاکٹر صاحبؒ نے اپنے مضمون میں حضرت بنوری قدس سرہ کے لئے لکھی ہے کہ:

’’اے اللہ! ہم ضعیف وناتواں ہیں، ہمیں صبرِ جمیل عطا فرما اور اے اللہ! ہمارے شیخ مرحوم کی قبر مبارک کو ’’روضۃ من ریاض الجنۃ‘‘ بنا اوران کی پاک روح کو اعلیٰ علیین میں پہنچا کر اکرام واعزاز فرما۔ اور اے اللہ! ان کا مسکن وماویٰ جنت الفردوس کو بنا اوران کے ساتھ وہ معاملہ فرما جو تیری شان ارحم الراحمین کے شایانِ شان ہو۔ اور اے اللہ! آخرت میں ان کو رفعِ درجات اور علوِ مقامات نصیب فرما۔ اور اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں ان کی زندگی میں دعواتِ سحری، نالہ ہائے نیم شبی اور دعواتِ حرمین شریفین کی برکات سے سرفراز فرمایا، مفارقت کے بعد بھی ان کی روح پرفتوح کی برکات سے مالا مال فرما کر سرفراز فرما اور اے اللہ! ان کی چھوڑی ہوئی امانت جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی حفاظت، خدمت اور ترقی کی اہلیت، ہمت اور توفیق عطا فرما۔‘‘ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

پیر طریقت، مجاہد تحریک ختم نبوت

حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالکریم قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالکریم قریشیؒ پیر شریف خلیفۃ الرسول بلافصل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اور صدیقی جذبہ ان کے رگ وریشہ میں کارفرما تھا، جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں کا قلع قمع فرمایا۔ اس طرح سائیں بھی قادیانیوں کو مرتد اور زندیق قرار دے کر واجب القتل سمجھتے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عظیم الشان قربانی پیش کر کے مسیلمہ کذاب کے فتنہ کو ختم فرمایا۔

آپ ۹ر صفر المظفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۲ر ستمبر ۱۹۲۳ء بروز ہفتہ لاڑکانہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۲۲ پشتوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ علوم نبوت کی تحصیل کے بعد دن رات، سفر و حضر، عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہوگئے۔ صوبہ سندھ کے قریہ قریہ، بستی بستی، گوٹھ گوٹھ، شہر شہر کے علماء کرام اور مشائخ عظام کو قادیانیت کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا۔ سترہ ہزار میل کا سفر کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا جذبہ بیدار کیا۔ علماء کرام کو عقلی و نقلی دلائل سے مسلح کیا۔ قرآن وحدیث اور مرزا قادیانی کی کتابوں سے ان کی تردید میں دلائل مہیا کئے۔ فرماتے تھے کہ ایک یہودی جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا ہے اور تورات کو آخری آسمانی کتاب تو وہ یہودی ہے، لیکن جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل پر ایمان لے آتا ہے تو وہ یہودی نہیں رہتا بلکہ عیسائی بن جاتا ہے۔

ایک عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک کا آخری نبی اور قرآن پاک کو آخری آسمانی کتاب مان لیتا ہے تو وہ عیسائی نہیں رہتا بلکہ وہ مسلمان کہلاتا ہے اور ایک مسلمان خدانخواستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان لیتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا بلکہ قادیانی مرتد بن جاتا ہے اور فرماتے کہ قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔ قرآن و حدیث میں کفریہ تاویلات اختیار کر کے مسلمانوں کو اپنے دامن تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں جب وہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے تو ان کا پاکستان کے آئین کو نہ ماننا، مسلمانانِ پاکستان کو سرکاری اور اپنے آپ کو حقیقی مسلمان کہنے سے ان کی حیثیت تبدیل ہوجاتی ہے، اب وہ مرتد کے ساتھ ساتھ ملک عزیز کے غدار بھی ہیں۔ ان کی سرگرمیاں غیر اخلاقی اور غیر قانونی ہیں، حکومت وقت کو انہیں آئین کا پابند بنانا چاہئے۔

وارا کی سرکاری ہسپتال میں ایک مرتبہ ایک قادیانی ڈاکٹر آگیا، آپ نے اس سے کلام، سلام اور علاج معالجہ سے روک دیا اور فرمایا کہ مفت دوائی دے تب بھی نہ لو، نیز قادیانیوں کے سلسلہ میں ان کا موقف امام اعظم، سراج الائمہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح تھا، جیسے حضرت الامام رحمہ اللہ نے جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل پوچھنے والے کو کافر قرار دیا، ایسے ہی قادیانیوں سے سلام دعا، میل ملاقات، علاج معالجہ کو کفر قرار دیتے تاکہ مسلمان ان کا بائیکاٹ بھی کریں اور ان سے نفرت کا اظہار بھی کریں۔

۱۶ر مارچ ۱۹۸۱ء کو قادیانیوں نے وارا میں سیرت النبی کے عنوان پر جلسہ رکھا اور اپنے چوتھے گورو گھنٹال مرزا طاہر احمد قادیانی کو دعوت دی اور قادیانیوں نے جلسہ کے مکمل انتظامات کرلئے۔ سائیں نے اپنے مریدین کو حکم دیا کہ تمام مریدین مسلح ہوکر میدان عمل میں اتریں۔ چنانچہ پانچ ہزار

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

مسلمان مسلح ہوکر میدان میں آ گئے اور تاجدار ختم نبوت کے فلک شگاف نعروں سے فضا کو گرما دیا۔ انتظامیہ نے قادیانیوں کے جلسہ کو غیر قانونی قرار دے کر مرزا طاہر قادیانی کو فرار کرادیا۔

۲۹/مئی ۱۹۷۴ء کے سانحۂ ربوہ کے بعد جب تحریک شروع ہوئی تو حضرت سائیں نے دن رات ایک کر کے پورا صوبہ میں تحریک کا الاؤ گرم کیا، اس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھے جب تک قادیانی کافر نہیں قرار دیئے گئے، اگرچہ اسمبلی کا فیصلہ ان کے موقف کے خلاف تھا تاہم تحریک کی مرکزی قیادت کے فیصلہ کو تسلیم کیا۔ تحریک کے دوران انہوں نے مسلمانانِ سندھ میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت سے نفرت کا جذبہ بیدار کیا۔ آپ مرزا قادیانی کو سامراجی ایجنٹ قرار دیتے بکھیرتے اور اس کے مختلف دعاوی کے تار و پود بکھیرتے آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جیل کی سلاخوں کے پیچھے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی طرح (جیسے حضرت شیخ الہندؒ نے مالٹا کی جیل میں قرآن پاک کا اردو ترجمہ کیا، ایسے ہی) آپ نے سندھی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ تحریر فرمایا۔

تحریک ختم نبوت کے علاوہ، تحریک نظام مصطفیٰ، ایم آر ڈی کی تحریک سمیت دیگر دینی و سیاسی تحریکوں میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

نیز آپ نے تصنیف و تالیف، تدریس و تبلیغ کے محاذوں کو بھی جلا بخشی۔ آپ نے سندھی زبان میں قرآن پاک کے ترجمہ کے علاوہ، سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر تحریر فرمائی۔

حضرت سائیں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین میں سے تھے کچھ عرصہ مرکزی امیر کے منصب پر فائز رہے۔ ان کی تمام تر مساعی جمیلہ کا محور و مرکز عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور جمعیت علماء اسلام رہی۔ آپ ۱۴/رمضان المبارک مطابق ۴/جنوری ۱۹۹۹ء میں اپنی جماعت، مریدین، جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو روتے ہوئے اور خود ہنستے ہوئے اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرتؒ کی درگاہ کے متولی سائیں کے بڑے بیٹے سائیں عبدالعزیز قریشی ہیں جبکہ آپ کے علمی، تبلیغی، تدریسی منصب کو مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی مدظلہ سنبھالے ہوئے ہیں۔ ثانی الذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سندھ میں سرپرستوں میں سے ہیں۔ ☆☆

نذرِ ختم المرسلین

کچھ شبہ کر نہ ختم نبوت میں بھول کر
وہ آخری نبی ہیں، صداقت قبول کر
اللہ خود گواہ نبی ﷺ کی صفات کا
ہو جاں بکف، نصابِ وفا، خوش اصول کر
ہر سُو مسیلمہ کے وفادار ہوں تو کیا
ناداں! نہ اتباعِ طریقِ جہول کر!
دنیا کے ساتھ ہیچ ہیں رشتے امید کے
اللہ سے بہشت کی نعمت وصول کر
دو دن کی زندگی ہے، محمد ﷺ پہ وار دے
موقع تجھے ملا ہے، نہ ضائع فضول کر
ہوگا نہ میرے بعد، کوئی دوسرا نبی
غافل نہ بن، یقینِ حدیثِ رسول کر
بحر کرم کی موجِ رواں، خوش لسان ہے
اے بے خبر نہ دامنِ دل، کم حصول کر
بخشش کے واسطے یہ ضمانت عظیم ہے
صرفِ جبیں، حضور ﷺ کے پیروں کی دھول کر
دستِ منافقت نے تراشے نئے صنم
اے روحِ صدق، جسم جہاں میں حلول کر
ایمان کی مثال گھرانا رسول ﷺ کا!
تقلید مرتضیٰؓ و حسینؓ و بتولؓ کر
ہے بدنما، بہار انہیں کے وجود سے
کذبِ جلی کے ختم، وطن سے ببول کر
جس کے سبب ہو عام، شریعت کی روشنی
آفاق پر محیط وہی عرض و طول کر
محشر میں ہو نصیب، شفاعت حضور ﷺ کی
مجھ پر بھی رحمتوں کا الٰہی نزول کر
نعتِ رسول ﷺ بھی ہے ظہوریؔ، خراجِ فن
پڑھ کر درود، نذر، عقیدت کے پھول کر

سیّد انوار ظہوریؔ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار

بہاولپور کا دوروزہ تبلیغی دورہ:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مولانا محمد اسحاق ساقی زیدمجدہ ۱۹۸۸ء سے بہاولپور میں مبلغ چلے آرہے ہیں۔ ان کی دعوت پر کبھی کبھار بہاولپور حاضری ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ سندھ کے دس روزہ تبلیغی دورہ سے واپسی پر دوروز کے لئے بہاولپور میں ٹھہر گئے۔ ۲۱؍جون مغرب کی نماز حفیظ کالونی ماڈل ٹاؤن سی میں ادا کی اور جناب عبدالرحمٰن خانؒ جن کا تذکرہ اسی صفحہ پر ہے۔ موصوف کے فرزندان گرامی سے ان کی وفات پر تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی اور مغرب کی نماز ان کے فرزندان کے ساتھ ادا کی۔ بعدازاں ایک اور جماعتی مخلص کارکن حاجی محمد اسماعیل مالک دارالکباب جو ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرماگئے، ماہنامہ لولاک کے مستقل خریدار تھے۔ ان کے ہوٹل میں لولاک میز پر موجود ہوتا، آنے والے گاہک کباب تیار ہونے تک لولاک کا مطالعہ کرتے رہتے۔ دو اسٹوڈنٹ جو قادیانی تھے وہ بھی ان کے ہوٹل سے لولاک کا مطالعہ کرتے جس سے متاثر ہوئے اور حاجی محمد اسماعیل سے قادیانی مسائل پر گفتگو کی۔ اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا۔ مولانا محمد اسحاق ساقی کو بلاکر انہیں دولت اسلام سے مالا مال کیا۔ اپنے کھانے پینے کی چیزوں پر تاجدارِ ختم نبوت زندہ باد لکھوایا ہوا تھا، جو مستقل تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ دارالکباب ۱۹۸۴ء میں قائم کیا اور ۱۹۸۴ء کی تحریک میں بھی مقدور بھر حصہ لیا۔ اس وقت سے جماعت سے متعلق چلے آرہے تھے، ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کی۔

جامع مسجد عنبریہ شاہدرہ کے امام محمد یوسف ہیں، ان کی دعوت پر عشاء کے بعد بیان ہوا حافظ صاحب دارالعلوم مدنیہ ماڈل ٹاؤن بی کے نظماء میں سے ہیں۔ دارالعلوم مدنیہ کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے نائب امیر ہیں، جبکہ امیر حاجی سیف الرحمٰن مدظلہ ہیں کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے دعائیں لیں۔ رات کا آرام وقیام دفتر ختم نبوت ماڈل ٹاؤن میں رہا۔

۲۳؍جون ۲۰۲۱ء صبح کی نماز کے بعد سیٹلائٹ ٹاؤن کمرشل ایریا کی جامع مسجد الکوثر میں بیان ہوا۔

جناب عبدالرحمٰن خان بہاولپور ....مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

آپ کا خاندان نواب آف بہاولپور کے حکم پر تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل ہوشیار پور انڈیا سے ہجرت کر کے بہاولپور آیا۔ آپ نے عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں ملازمت اختیار کرلی۔ ابتدا ہی سے دعوت وتبلیغ کے ساتھ جڑ گئے، مشہور تبلیغی عالم دین مولانا محمد احمد انصاریؒ کو سائیکل پر لے کر خصوصی گشت کیا کرتے اور ۱۹۶۴ء سے تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستہ چلے آرہے تھے۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ ساتھ دیگر دینی جماعتوں سے بھی تعلق برقرار رکھا۔

سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور کی مرکزی جامع مسجد کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیا اور اس کے سیکریٹری رہے۔ امام الملوک والسلاطین مولانا سیّد عبدالقادر آزادؒ نے بہاولپور میں عیسائی مشن کے مقابلہ میں اسلامی مشن کی بنیاد رکھی اور عیسائیت کے کفریہ عقائد سے متعلق چند اہم پمفلٹ بھی شائع کئے جن لوگوں نے اس کارخیر میں مولانا آزادؒ کا ہاتھ بٹایا۔ ان میں جناب عبدالرحمٰن خانؒ بھی تھے۔ اسلامی مشن کے نائب صدر بنے غلہ منڈی جنوب مشرقی کونہ میں جامع مسجد موجود ہے، جس کے بانی چغتائی فیملی کے حاجی محمد اشرف تھے اور مسجد بھی انہیں کے نام سے مشہور ہے اس کے بھی سیکریٹری رہے۔

راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں مبلغ رہا۔ اس دوران میں سیٹلائٹ ٹاؤن میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر ان کا مکان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے کھالوں کا مرکز ہوتا تھا۔ بہاولپور مجلس کے اجلاسوں میں جو تقریباً ہر ماہ مستقل بنیادوں پر ہوتے سرکاری ملازمت کی پرواہ کئے بغیر ان میں شرکت فرماتے۔ اصلاحی تعلق حافظ القرآن والحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ سے قائم کیا۔

حضرت درخواستیؒ کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی غرضیکہ بھرپور زندگی گزاری۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ تاحیات متحرک و فعال رہے۔ چند ماہ قبل انہیں معلوم ہوا کہ راقم دفتر بہاولپور میں ہے تو اپنے بیٹے مولانا عبدالواحد سلمہ جو سابقہ مرکز تبلیغ مدینہ مسجد ماڈل ٹاؤن بی کے امام وخطیب ہیں کو لے کر دفتر تشریف لائے اور کافی دیر پرانی یادیں تازہ کرتے رہے، یہ آخری ملاقات تھی۔ ۲۱؍جون کو راقم بہاولپور گیا معلوم ہوا کہ موصوف ۳۰؍شوال المکرم ۱۴۴۲ھ ۱۱؍جون ۲۰۲۱ء کو انتقال فرماگئے، عصر کے وقت انتقال ہوا۔ رات ۱۱ بجے آپ کے فرزند ارجمند مولانا عبدالواحد سلمہ کی اقتداء میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں بہاولپور کے قدیمی قبرستان ملوک شاہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

REGD. SS. 160

فرما گئے یہ ھادیؐ — تاجدارِ ختمِ نبوّۃ زندہ باد — لانبیّ بعدی

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

تاریخی عظیم الشّان

اسلام زندہ باد

شمعِ ختمِ نبوّت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

7 ستمبر 2021

بروز منگل بعد از نمازِ عصر

بمقام **مینارِ پاکستان لاہور**

زیرِ صدارت
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حافظ حضرۃ مولانا ولیِ کامل
محمد ناصر الدّین خان خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
نقشبندی مجددی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

زیرِ سرپرستی
صاحبزادہ پیرِ طریقت مخدوم العلماء حضرت مولانا ولیِ ابن ولی
خواجہ **عزیز احمد** صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

زیرِ نگرانی
ولیِ کامل نمونہ اسلاف حضرت مولانا مفتی
محمد حسن صاحب حفظہ اللہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ لاہور

شعبہ نشر و اشاعت **عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّۃ لاہور**

0300-9496702
0300-4304277
0300-4275569
0321-9448442